عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّۃ
حضرت شیخ مدنیؒ کا سر اونچا!
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
جلد: ۴۱
۶ تا ۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۲۲ء
شمارہ: ۶
سیرتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
قادیانیّت
وحدتِ ملّت کے لیے
مہیب خطرہ
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

سیّد لڑکی کا غیر سیّد لڑکے سے نکاح

س:......میں ایک سیّد خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اور میری چار بیٹیاں ہیں، چاروں ہی غیر شادی شدہ ہیں۔ ہمارے خاندانی رواج کے مطابق سیّد لڑکی کا نکاح غیر سیّد سے نہیں کر سکتے اور ہمارے خاندان میں فی الحال کوئی ایسا رشتہ بھی نہیں ہے، جہاں میں اپنی بچیوں کا نکاح کر دوں۔ میں سخت پریشان ہوں۔ برائے مہربانی مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بتائیں: ”کیا سیّد لڑکی کا غیر سیّد لڑکے سے یا سیّد لڑکے کا غیر سیّد لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج:......سیّد لڑکی یا لڑکے کا نکاح غیر سیّد خاندان میں کرنا بالکل درست اور جائز ہے۔ شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی قباحت ہے، بلکہ اگر سیّد خاندان والے کو اپنے خاندان میں کوئی مناسب رشتہ نہ ملتا ہو تو بلا وجہ نکاح سے روکے رکھنا خاندان اور دوسرے خاندان میں رشتہ نہ کرنا گناہ اور ناجائز ہے۔ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو نکاح کر دینا چاہئے۔ لہٰذا آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جہاں مناسب رشتہ ملے فوراً نکاح کر دیں اور خاندان کے غلط رسم ورواج کی فکر کرنا چھوڑ دیں۔

”لو زوجها احد الاولياء من غير كفوء برضاها من غير رضا الباقين يجوز عند عامة العلماء۔“ (بدائع الصنائع ص:۳۱۸، ج:۲)

مسلمان مرد کا عیسائی خاتون سے نکاح

س:......میں مسلمان ہوں اور ایک عیسائی خاتون سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟ اگر ممانعت ہے تو کس وجہ سے؟ اور اگر نکاح جائز ہے، لیکن مناسب نہیں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اور اگر نامناسب امور سے اجتناب کرتے ہوئے نکاح کیا جائے اور عیسائی لڑکی کے ساتھ زندگی بسر کی جائے تو اس سلسلے میں اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟ براہ کرم تفصیل سے جواب ارشاد فرمائیں۔

وضاحت: جس عیسائی لڑکی سے نکاح ہو رہا ہے، اس کے والد مسلمان تھے مگر والدہ عیسائی ہیں، والد کا انتقال اس کے بچپن میں ہو گیا تو لڑکی اپنی عیسائی والدہ کے ساتھ رہنے لگی اور اب وہ خود کو عیسائی مذہب کا پابند کہتی ہے۔

ج:......صورت مسؤلہ میں مسلمان مرد کا نکاح عیسائی عورت سے منعقد ہو جاتا ہے، کیونکہ شریعت میں مرد کے لئے اہل کتاب عیسائی یا یہودی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت واقعتاً عیسائی مذہب پر ہو۔ آج کل کے عیسائیوں کی طرح نہ ہو جن کے دہریوں والے عقائد ہوتے ہیں یعنی خدا، رسول، دین، مذہب کسی چیز کو نہیں مانتے۔ باقی مسلمان عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اہل کتاب عورت سے نکاح کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ نیز اس نکاح سے ہونے والی اولاد مسلمان کے تابع ہو کر مسلمان کہلائے گی، اگر نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد بھی عیسائی عورت کے کہنے پر مسلمان مرد اپنی ہونے والی اولاد کے عیسائی ہونے پر راضی ہو جائے تو وہ خود دین سے خارج ہو کر اسی وقت مرتد ہو جائے گا۔ اس لئے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اپنے اور اپنے بچوں کے دین کی فکر کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۶ تا ۱۳؍رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍فروری ۲۰۲۲ء شمارہ:۶

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

خاتم النبیین.... آپ ﷺ کا وصفِ ذاتی ہے	۴	محمد اعجاز مصطفی
سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ	۷	مولانا نجیب اللہ قاسمی
حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا سراونچا!	۹	مولانا حافظ عبد الجبار سلفی
یہ تو جعل سازی کا کیس ہے!	۱۲	سعید احمد حسن
مولانا نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیت....وحدتِ ملت کیلئے ایک مہیب خطرہ	۱۷	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

خاتم النبیین

آپ ﷺ کا وصفِ ذاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت وکامیابی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی ورسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انبیاء ورسل کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) ہوئی، جن میں تین سوتیرہ رسول اور باقی نبی ہیں۔ ''رسول'' خدا کے اس پیغمبر کو کہا جاتا ہے جس کا واسطہ کفار ومشرکین سے پڑا ہو، جب کہ نبی عام ہے خواہ کفار و مشرکین کی جانب بھیجا جائے یا اہل ایمان ہی کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو۔ چنانچہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول کہلاتے ہیں کہ ان سے قبل انبیاء تو گزرے مگر سب سے پہلے جس پیغمبر کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ نیز بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انہی کے ایمان والوں میں کئی انبیاء بھیجے گئے جیسے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء ورسل پر کتابیں وصحیفے بھی نازل فرمائے اور انہیں مستقل شریعت دے کر بھیجا، جن میں حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم اور ہمارے آقا ومولا آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیل القدر ہوئے۔ جب کہ اکثر انبیاء ورسل ایسے گزرے جو اپنے سے پہلے والے کسی جلیل القدر پیغمبر کی شریعت ہی پر ان کی امت کو چلاتے رہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام، ان کے خادم حضرت یوشع، پھر ان کے بعد حضرت زکریا ویحییٰ علیہم السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل واسحاق پھر حضرت یعقوب ویوسف علیہم السلام وغیرہ۔ اول الذکر صاحبِ شریعت یا تشریعی نبی کہلائے اور مؤخر الذکر کو غیر تشریعی نبی کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آخری نبی ورسول آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی جو ابوالانبیاء وخلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوئے اور نبوت ورسالت کے جامع کہلائے، امام الانبیاء کے منصب نشین ہوئے، نبی الانبیاء کے شرف سے مفتخر ٹھہرے اور ''خاتم النبیین'' کے مقام بلند پر فائز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

’’مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً۔‘‘

(الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:’’محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔‘‘

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نوراللہ مرقدہ کی تحقیق کے مطابق قرآن کریم کی ننانوے آیات کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جنہیں انہوں نے اپنی کتاب’’ختم نبوت کامل‘‘ میں بیان کیا ہے۔ جب کہ انہی کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسودس فرامین مبارک ایسے ملتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر واضح ہیں، انہی روایات کی جانب امام التفسیر علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے (تفسیر ابن کثیر، ج:۳،ص:۴۹۳ میں)’’وبذلک وردت الاحادیث المتواترة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللّٰہ عنہم ‘‘ سے اشارہ کیا ہے۔ ان روایات میں سے ایک حدیث طیبہ میں مروی ہے:’’عن ثوبان رضی اللّٰہ عنہ قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی انا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘(ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۲۸ واللفظ لہ، ترمذی، ج:۲،ص:۴۵)

اس حدیث کا مضمون متواتر ہے، جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے مختلف کتب حدیث میں مروی ہے۔ اسی تواتر پر حافظ ابن حزم ظاہریؒ:’’الفصل فی الملل والاھوأ والنحل ‘‘میں شہادت دیتے ہیں:’’وقد صح عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لانبی بعدہ۔‘‘(ج:۱،ص:۷۷)

قرآن کریم اور سنت نبویہ کے ان نصوص قطعیہ کی روشنی میں اکابر امت کی تصریحات یہ ہیں:(۱) ملاعلی قاریؒ’’شرح فقہ اکبر‘‘(ص:۲۰۲) میں لکھتے ہیں:’’دعویٰ النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالاجماع ۔‘‘(۲) حافظ فضل اللہ تورپشتیؒ’’معتمد فی المعتقد‘‘(ص:۹۷) میں رقم طراز ہیں:’’جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔‘‘(ترجمہ از فارسی)(۳) علامہ سیّد محمد آلوسی بغدادیؒ تحریر کرتے ہیں:’’وکونہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین ممانطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنة واجمعت علیہ الامة فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر ۔‘‘(روح المعانی، ج:۲۲،ص:۴۱)۔ نیز فقہائے امت کے فتاویٰ یہ ہیں:

(۱) قال: انا رسول اللّٰہ اوقال بالفارسیة:’’من بیغامبرم، یریدبہ بیغام می برم کفر ‘‘(جامع الفصولین، ج:۳،ص:۳۰۲، ط:مطبعۃ ازہر، ۱۳۰۰ھ)،(۲)’’اوادعیٰ نبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصدق مدعیھا کفر ‘‘(مغنی المحتاج شرح منہاج، ج:۴،ص:۱۳۵) (۳)’’ومن ادعی النبوة او صدق من ادعاھا فقد ارتد‘‘(مغنی ابن قدامہؒ، ج:۱۰،ص:۱۱۲)

پس مندرجہ بالا تفصیل وتشریح کی روشنی میں یہ واضح ہو چکا کہ:’’نبوت ورسالت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کی آخری کڑی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ یہ عقیدہ دین اسلام کی نظر میں عقیدۂ ختم نبوت کہلاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی قطعی نصوص سے ثابت ہے، ایسے ہی اسلام کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی عقیدہ کے تحفظ پر ہوا۔ کتب احادیث اور رجال تاریخ اس پر شاہد عدل ہیں کہ خاتم النبیین آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مختلف معاملات، پیش آمدہ امور اور مسائل مہمہ کے حل کی طرف جانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مابین اختلاف ہوا، لیکن جب جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب لعین سے قتال کرنا زیرِ غور آیا تو تمام حضرات نے بلا اختلاف یک زبان ہوکر اس فتنے کو قلع قمع کرنے کی رائے دی۔ اس رائے پر عمل پیرا ہوکر خلیفہ اول سیّدنا حصرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب کی فوج سے جنگ کی اور اسے اور اس کے ماننے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ یوں دورِ نبوی کے بعد اسلام کی پہلی جنگ بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے لڑی گئی ہے جو ''جنگ یمامہ'' کہلاتی ہے۔ اس ایک جنگ میں بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ عظام شہید ہوئے، جن میں ۷۰۰ حفاظ اور ۷۰ بدری صحابہ شامل تھے۔ شہداء کی اتنی بڑی تعداد دورِ نبوت کی تمام جنگوں کے تمام شہیدوں کو ملاکر بھی نہیں جو اس ایک جنگ یمامہ میں تحفظ ختم نبوت کے لئے جام شہادت نوش کرگئے۔ اس سے یہ عیاں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی کس قدر اہمیت تھی کہ انہوں نے اپنی قیمتی جانوں تک کی پروا نہیں کی۔

واضح رہنا چاہئے کہ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا آپ کا وصفِ ذاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو سب سے آخر میں بھیجا گیا تاکہ آپ کی تشریف آوری سب کے بعد ہو اور آپ کے بعد کوئی نہ ہو۔ اس مسئلہ کو بانیٔ دارالعلوم دیوبند، حجۃ الاسلام، حضرت اقدس علامہ مولانا مولوی محمد قاسم صدیقی نانوتوی قدس سرہ نے اپنی بے مثل تالیف ''تحذیر الناس'' میں مبرہن فرمادیا ہے، جس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، آپ کا وصف ذاتی ہے جو کہ علت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے آخر میں تشریف لانے کی، گویا ختم نبوت مرتبی لازم ہے ختم نبوت زمانی کو۔ غرض یہ کہ ختم نبوت مرتبی و زمانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لائق و انسب ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں کوئی شریک نہیں، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ جس طرح کسی اور معبود کو روا رکھنا اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمینی کے خلاف ہے، اسی طرح اب کسی بھی مدعی نبوت کا وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین

سیرتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

سارے نبیوں کے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت پر بہت کچھ لکھا گیا اور بولا گیا ہے اور جب تک دنیا باقی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کئے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ سال کے عرصہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل فرمائی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن وفضائل اور کمالات کا ایک حسین وجمیل گلدستہ بھی ہے، اور آپ کے اخلاق عالیہ واوصاف حسنہ کا ایک خوب صورت اور صاف شفاف آئینہ بھی۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ کا ذکر خیر موجود ہے، کہیں آپ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے، کہیں لوگوں کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بتایا گیا ہے، کہیں کہا گیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی رسالت پوری کائنات کے لئے ہے، کہیں کہا آپ آخری نبی ہیں۔

غرض یہ کہ قرآن کریم میں آپ کے بے شمار اوصاف بیان کئے گئے ہیں مگر ”وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِین“ (الانبیاء:۱۰۷) کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کا ایک امتیازی وصف بیان کیا ہے اور وہ ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یعنی آپ کی ذات سراپا رحمت ہے، نہ صرف اس زمانہ کے لئے جس میں آپ مبعوث ہوئے اور نہ صرف ان لوگوں کے لئے جن کے سامنے آپ مبعوث فرمائے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے آپ کو نبی رحمت یعنی سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سیرت النبی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے ہاتھوں کیا کچھ تکلیفیں اور اذیتیں نہ سہیں، لیکن کبھی نہ کسی کے لئے بددعا فرمائی اور نہ کسی پر نزول عذاب کی تمنا کی، بلکہ اگر آپ کو عذاب کا اختیار بھی دیا گیا، تب بھی از راہ رحمت وشفقت آپ نے ہر تکلیف نظر انداز کی اور ظالموں سے درگزر کیا، حالانکہ ان کا جرم کچھ کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے پیارے رسول کو ایذا دینے کے گناہ میں مبتلا ہوئے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قہر بن کر نازل ہونا چاہئے تھا، لیکن آپ نے ہمیشہ عفو وکرم سے کام لیا اور محض آپ کی صفت رحمت کے باعث وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سراپا رحمت ہے، آپ کی یہ خصوصیت آپ کی شخصیت کے ہر پہلو میں بہ تمام وکمال موجود ہے۔ آپ اپنی گھریلو زندگی میں، گھر سے باہر کے معاملات میں، اپنوں اور غیروں کے ساتھ، بڑوں اور بچوں کے ساتھ، ایک ناصح مشفق اور ہمدرد غمگسار کی حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت سے معمور دل عطا فرمایا تھا جو کمزوروں کے لئے تڑپ اٹھتا تھا، جو مسکینوں اور یتیموں کی حالت زار پر غم سے بھر جاتا تھا۔ سارے جہاں کا درد آپ کے دل میں سمٹ آیا تھا۔ یہاں تک کہ رحمت کا وصف آپ کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا، کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا اپنا کیا پرایا، کیا مسلمان، کیا کافر سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم سے بہرہ ور رہا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی بچوں پر شفقت:

بچوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا نظارہ قابل دید تھا، مدینہ منورہ کی گلیوں میں کوئی بچہ آپ کو کھیلتا کودتا نظر آتا تو آپ خوشی میں اسے لپٹا لیا کرتے، اسے بوسے دیتے، اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے حضرت حسنؓ کو پیار کررہے تھے کہ ایک دیہاتی کو یہ منظر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بچوں کو پیار بھی کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت کا جذبہ ختم کردیا ہے؟ ایک مرتبہ آپ اپنی نواسی امامہ بنت زینبؓ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدے میں تشریف لے جاتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے تو انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے نماز مختصر کردی، تاکہ بچے کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ نے خواتین کو معاشرہ میں عزت دی:

عورتیں فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار صحابہ کرامؓ کو تلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، ان کی دل جوئی کریں، ان کی طرف سے پیش آنے والی ناگوار باتوں پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’خبردار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس لئے کہ یہ عورتیں تمہاری نگرانی میں ہیں۔‘‘

ایک مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی لڑکی کی صحیح سرپرستی کی اور اس کی اچھی تربیت کی تو یہ لڑکی قیامت کے دن اس کے لئے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔

آپ نے خود اپنے طرز عمل سے صحابہ کرامؓ کے سامنے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیواؤں سے نکاح کرکے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ بیواؤں کو تنہا نہ چھوڑو، بلکہ انہیں بھی اپنے معاشرہ میں عزت بخشو۔

آپ ﷺ نے خادموں اور نوکروں کا خیال رکھا:

آپ کو خادموں اور نوکروں کا بھی بڑا خیال تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ خادم تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنا دیا ہے، اگر کسی کا بھائی اس کا ماتحت بن جائے تو اسے اپنے کھانے میں سے کچھ کھلائے، اسے ایسا لباس پہنائے، جیسا وہ خود پہنتا ہے، اس کی طاقت وہمت سے زیادہ کام نہ لے، اگر کبھی کوئی سخت کام لے تو اس کے ساتھ تعاون بھی کرے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اگر تمہارا خادم یعنی نوکر چاکر تمہارے لئے کھانا بنا کر لائے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ یا اس کھانے میں سے اسے کچھ دیدو، اس لئے کہ آگ کی تپش اور دھویں کی تکلیف تو اس نے برداشت کی ہے۔

آپ ﷺ کی یتیموں سے بڑی ہمدردی تھی:

یتیموں کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بڑی ہمدردی تھی، اس لئے آپ صحابہ کرامؓ کو یتیموں کی کفالت کرنے پر اکسایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے قربت بیان کرنے کے لئے بیچ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ یعنی یتیم کی کفالت کرنے والا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہوگا۔

آپ ﷺ کا جانوروں پر رحم:

آپ کی رحمت کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود نہ تھا، بلکہ بے زبان جانور بھی آپ کی رحمت سے مستفید ہوتے تھے۔ احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری صحابیؓ کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ موجود تھا، آپ کو دیکھ کر اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے، اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا، یہاں تک کہ پُرسکون ہوگیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس جانور کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے زیادہ کام لیتے ہو۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اگر تم ذبح کرو تو اچھے طریقے پر ذبح کرو، ذبح کرنے سے پہلے اپنی چھری تیز کرلیا کرو، تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ کا عفو وکرم:

مکی دور میں قریش مکہ نے آپ کو کتنا ستایا، آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ پر کتنے مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ آپ کو اپنا وطن عزیز بھی چھوڑنا پڑا۔ اس سے بڑھ کر تکلیف دہ واقعہ انسان کے کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے ظلم وستم سے عاجز آکر اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کر دیار غیر میں جا کر فروکش ہوجائے۔

اس کے باوجود جب چند سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عجز وانکساری سے آپ کی گردن مبارک جھکی ہوئی تھی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے۔ حالانکہ آپ اس دن چاہتے تو اپنے تمام دشمنوں سے گن گن کر بدلہ لے سکتے تھے، مگر آپ نے انتقام پر عفو وکرم کو ترجیح دی اور فرمایا: آج رحمت کا دن ہے۔

یہ ایسا عظیم موضوع ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم اور شفقت پر دن رات بھی لکھا جائے تو اس موضوع کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیوی، بچے، گھر کے افراد اور گھر کے باہر لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے والا بنائے جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے پیش فرمائے۔ (آمین) ☆☆

حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا سر اونچا!

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی، لاہور

مورخہ ۱۳ر جنوری ۲۰۲۲ء کے روزنامہ جنگ میں جناب بلال الرشید کا کالم شائع ہوا ہے، گزشتہ کئی دنوں سے فاضل کالم نگار دنیا کی بے ثباتی، فکرِ آخرت اور دینِ اسلام سے متعلق حوصلہ افزا کالم لکھ رہے تھے، جس کی بنا پر بندہ ان کا کالم پڑھ کر ساتھ ہی اپنی رائے ان کو ان کے وٹس ایپ پر سینڈ کر دیتا تھا اور رائے سے مطلع ہو کر وہ فوراً شکریہ وغیرہ کا جوابی میسج بھی اِرسال کر دیتے تھے، ان کے اس اَخلاقی تقاضوں سے آشنا طبیعت نیز دینِ اسلام سے فطری محبت اور پھر الحاد کے تھپیڑوں میں دفاعِ دین کے جذبات سے کاتب السّطور کے دل میں ان کی محبت پیدا ہوگئی تھی، مگر آج اچانک جب حسبِ معمول صبح کا اخبار دیکھا تو موصوف کا کالم پڑھ کر قلبی صدمہ پہنچا کہ ہمارا یہ جوان بھائی ماضی بعید میں پیدا ہو جانے والی ایک غلط فہمی کی بنا پر اغیار کی پیالی میں بپا کردہ طوفان کی نذر ہو گیا۔ کاش! وہ یہ کالم شائع کروانے میں عجلت کا مظاہرہ نہ کرتے اور بھرپور تحقیق و تشفّی کے بعد قلم اٹھاتے تو شاید ان کے کالم میں ضرورت سے زیادہ جذباتیت، حقائق سے ناواقفی کی ظاہر ہوتی سبکی اور بے جا رسمی قسم کی خود اعتمادی نہ چھلکتی۔

فاضل کالم نگار نے ایک بار پھر دین بیزار لوگوں کے اٹھائے ہوئے عنوان ”ملّا و مسٹر میں تفریق“ کے متشدّدانہ فلسفے کو اپنے قلمی چھانٹوں سے زندہ کرنے کی کوشش کی ہے، مگر وہ بھول گئے کہ مردہ گھوڑے چھانٹوں سے کبھی زندہ نہیں ہوتے، فاضل کالم نگار نے شیخ الاسلام، شیخ العرب وَ العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ کے متعلق علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے فارسی اشعار کو دہرایا ہے اور بے اکرامی و تحقیر کے لہجے میں حضرت شیخ مدنیؒ کا تذکرہ کیا ہے، ہم خدانخواستہ فاضل کالم نگار کی جناب سے شیخ مدنیؒ کی عزت و احترام کی بھیک مانگنے کے جذبہ سے یہ سطور نہیں لکھ رہے اور نہ ہی شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رفیع المرتبت ہستی کو دیمک زدہ لاٹھیوں کا سہارا لے کر عزتیں پانے کی کوئی حاجت ہے، مگر تاریخی حقائق سے آگاہ کرنا ہمارا حق ہے، اسلاف کی پگڑیوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض بھی ہے اور قرض بھی!

یہ سطور پڑھنے کے بعد اگر فاضل کالم نگار کی رائے سے پیدا شدہ شبہات زائل ہو جاتے ہیں، تو ہماری کامیابی ہے اور بالفرض زائل نہیں ہوتے تو بھی ناکامی کا کوئی سوال نہیں کیونکہ آفتاب نِصف النّہار کو اپنی اَن گنت کِرنوں کا وجود منوانے کے لئے کسی کے دفاع کی ضرورت نہیں ہوتی۔

فاضل کالم نگار نے اقبال مرحوم کے جن اشعار کو پیش کیا ہے پہلے ذرا ان کا شانِ ورود پڑھ لیجئے کہ ان کے تخیّل کا پرندہ شیخ مدنی علیہ الرحمہ کی کس بات پر پھڑ پھڑایا تھا؟

یہ ۸ر جنوری ۱۹۳۸ء کی ایک شب تھی کہ دہلی کے صدر بازار کے ایک بڑے اجتماع میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا تھا کہ:

”قومیں موجودہ زمانے میں اَوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔“

اگلے روز بعض مسلم لیگی اخبارات میں اس بیان کو غلط انداز میں شائع کیا گیا کہ مولانا مدنیؒ کہتے ہیں: ”قومیت وطن سے ہوتی ہے مذہب سے نہیں ہوتی۔“ ان اخبارات میں روزنامہ ”الامان“ اور ”احسان“ وغیرہ پیش پیش تھے، پھر ایک شورش بپا ہوگئی اور ہر طرف سے آوازے کسے جانے لگے کہ اب جبکہ کلمہ طیبہ کی بنیاد پہ الگ مملکت کے حصول کے لئے تقسیمِ ہند کی جدوجہد چل رہی ہے تو مولانا مدنیؒ فرماتے ہیں کہ مذہب کے نام پر تو قوموں اور ملکوں کا وجود ہی نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں کہ جب زہریلی ہوا چلتی ہے تو وہ چیونٹیوں کی بلوں میں بھی گھس جاتی ہے، چنانچہ علامہ اقبال مرحوم، جو ان دنوں بسترِ علالت پر تھے بھی اس افواہ سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی ہجو میں تین فارسی اشعار

کہہ ڈالے، وہی اشعار ہمارے فاضل کالم نگار بھائی نے اپنے کالم میں درج کئے ہیں یعنی:

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند ایں چہ بوالعجبی است؟
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بےخبرز مقام محمد عربی است
بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اقبال مرحوم نے یہ اشعار اس قدر جوش و عجلت اور جلدی میں کہے تھے کہ عالمِ اسلام کے اتنے بڑے باکمال اور دانا و کہنہ مشق شاعر کو خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان سے ان کی ایک غزل کی زمین، بحر و قوافی اور انداز مستعار لینا پڑا، یعنی:

حسن ز بصرہ بلال زحبش صہیب از روم
ز خاک مکّہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

بہر کیف اخبارات و جرائد میں جانبین سے بیان بازی شروع ہوگئی، ادھر اقبال مرحوم کے ہم خیال اور ادھر شیخ مدنی علیہ الرحمہ کے عقیدتمند اور پھر علمی بنیاد پر پیدا ہونے والے ایک اشکال کو اس دَور کے کم ظرف مسلم لیگیوں نے خوب اچھالا اور نت نئے انداز میں سفرِ شرارت کی اگلی منزلوں کی جانب جادہ پیما ہوگئے۔ اس زمانہ میں حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عاشق زار مولانا سید عزیز احمد قاسمی (متوفی ۱۴۰۹ھ) کا ایک شعر بہت مشہور ہوا تھا:

خموش شاعر گستاخ قدر خوش شناس
ز حد خویش گزشتن کمال بیادبی است

اس دوران حضرت شیخ مدنی علیہ الرحمہ نے اپنے بعض خطابات میں اشتعال کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اپنے کلمات کی وضاحت بھی فرمائی جیسا کہ ''مکتوبات شیخ الاسلام'' کی جلد نمبر ۳ کے صفحہ ۱۲۵ پر ہے:

''کیا یہ انتہائی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ملت اور قوم کو سر اقبال ایک قرار دے کر ملت کو وطنیت کی بنا پر نہ ہونے کی وجہ سے قومیت کو بھی اس سے منزّہ قرار دے رہے ہیں؟ یہ بوالعجبی نہیں ہے تو کیا ہے؟ زبان عربی اور مقام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بےخبر ہے؟ میں نے اپنی تقریر میں لفظ قومیت کا کہا تھا، ملت کا نہیں کہا ہے، دونوں لفظوں میں زمین و آسماں کا فرق ہے، ملت کے معنی شریعت اور دین کے ہیں، جبکہ قوم کے معنی عورتوں اور مردوں کی جماعت کے ہیں۔''

اسی دوران حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کا ایک مقالہ اخبار ''مدینہ'' بجنور میں بابت ۱۳/ اپریل ۱۹۳۸ء کو چھپا، جس میں انہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی اس قدر بیباکانہ وکالت کی کہ سلسلۂ مکر وفریب کے گھروندے پاش پاش ہوگئے۔ مولانا ندوی نے لکھا تھا:

''جناب مولانا حسین احمد مدنی کے سیاسی خیالات سے کسی کو کتنا ہی اختلاف ہو، مگر وہ ان کی شخصی عزت واحترام، علمی فضل و کمال اور تقویٰ اور حسنِ نیت کی نسبت ایک لمحے کے لئے بھی کوئی خلاف بات گوارا نہیں کی جاسکتی۔''

اسی دوران ایک معروف شاعر جناب اقبال سہیل کی ''جوابی نظم'' نے اڑتے پرندوں کے پر کتر کر رکھ دیئے تھے اور مخالفین شیخ مدنی اپنی اپنی منڈیروں پہ بیٹھے بیٹھے ہی بیکس کبوتروں کی طرح ایک ایک کر کے ذبح ہونا شروع ہو گئے تھے، کیونکہ اقبال سہیل کی نظم ہر لحاظ سے علامہ اقبال مرحوم کی نظم کا جواب تھی، یہ نظم بیس فارسی اشعار پر مشتمل تھی اس کا مطلع اور مقطع ملاحظہ کیجئے:

معاندے کہ بشیخ الحدیث خردہ گرفت
سبک بچشم فروز ایں سباب بےسببی است
کہ گفت بر سر منبر کہ ملت از وطن است
دروغ گوئی و ایراد ایں چہ بوالعجبی است

مقطع یہ تھا:

بگیر راہ حسین احمد را خدا خواہی
کہ نائب است نبی را وہم ز آل نبی است

اسی دوران ایک اور شخصیت میدان عمل میں اتری جس نے اقبال مرحوم اور شیخ مدنی علیہ الرحمہ کے مابین پیدا ہو جانے والی اس خلیج کو ختم کروانے کی مخلصانہ کوشش جاری کی۔ یہ فاضل دیوبند علامہ عبدالرشید طالوت تھے جو ایک جانب حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی زلفوں کے اسیر تھے تو دوسری جانب علامہ اقبال مرحوم کے بےتکلف دوست بھی تھے، چنانچہ ان کے در آ جانے کے بعد ۲۸/ مارچ ۱۹۳۸ء کے روزنامہ ''احسان'' لاہور میں بعنوان ''ایک علمی بحث کا خوشگوار خاتمہ'' مضمون شائع ہوا، جس میں اقبال مرحوم کے یہ الفاظ تھے کہ:

''میں مولانا (مدنی) کی دینی حمیت کے احترام میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔''

اس قسم کی اختتامی بحثیں اپنے انجام بلکہ حسنِ انجام کو پہنچ رہی تھیں کہ تین ساڑھے تین ماہ بعد علامہ اقبال مرحوم کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیس سال بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید

حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں جائیے، جہاں فاضل کالم نگار نے بھی اور آخر کار ہم سبھی نے چلے جانا ہے۔ جناب بلال الرشید صاحب! آپ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی ذات سے، سیاسی موقف سے اور مذہبی مشرب سے بھلے اختلاف کریں، مگر آپ کو ان کی جناب میں توہین آمیز کلمات کہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس مملکت خداداد میں حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے لاکھوں عشاق سرمست وسربکف موجود ہیں، اگر آپ یوں بلاغِلّ وغش سنی سنائی باتوں سے اپنے کالم کا پیٹ بھریں گے تو اس سے کچھ دیر آپ کو تسکینِ نفس تو مل جائے گی مگر تسکینِ قلب وجگر نصیب نہیں ہو سکے گی، آپ بغض وعِناد کے جذبات کو نکال باہر کریں کذب تراش اور تملق پیشہ لوگوں کے بہکاوے میں آنے کی بجائے اگر آپ پوری دیانت داری کے ساتھ ماضی کا مطالعہ فرمائیں اور منصفانہ طبائع کے خدارسیدہ لوگوں کی صحبت اختیار کریں تو آپ کو مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کا ’’سر اونچا ہی نظر آئے گا‘‘ جی ہاں! بعینہٖ جس طرح ان کے اجداد کے سر کربلا میں اونچے نظر آئے، شیخ مدنیؒ کا سر اونچا تھا اور اونچا ہی رہے گا، کوئی اس عالم خدارسیدہ کی گردن پہ کھڑے ہو کر اگر اپنا قد بڑھانے کا شوق پورا کرتا ہے تو کر گزرے مگر اس سے قد نہیں بڑھیں گے، ہاں شیخ مدنیؒ کی عزتوں میں اِن شاء اللہ اضافے ہی ہوں گے، برادرم بلال الرشید صاحب! اگر آپ واقعی ہماری اس مخلصانہ دعوت کو قبول کرتے ہوئے طالب تحقیق بننا چاہتے ہیں اور اس قضیہ کا ہمہ پہلوؤں سے احاطہ کر کے اپنی رائے قائم کرنا چاہتے ہیں تو بندہ کے ساتھ آپ رابطہ میں تو ہیں ہی، آگاہ کیجئے، کاتب السطور آپ کو اس عنوان پہ کتابوں، رسالوں اور دیگر ذخائر علمیہ سے آگاہ بھی کرے گا اور ان شاء اللہ! کچھ ارسال کرنا پڑا تو اس سے بھی دریغ نہیں کرے گا، مگر ہاں! یاد رہے کہ فقط اپنی تسکین قلب اور وسعتِ معلومات کی غرض سے ایسا ہونا چاہئے، وگرنہ بصورت کہ اہل خرد دیکھ ہی چکے ہیں کہ کتنے ہی پریشان خیالات اور بودے توہّمات پیدا کرنے والے قبروں کا رزق بن گئے مگر مولانا حسین احمد مدنیؒ کا سر آج بھی اونچا ہے اور اونچے سروں والے جھک جھک کے دوسروں کے پیروں میں عزتیں تلاش نہیں کرتے! والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

☆☆..................☆☆

جنسی زیادتی کے اڈوں نے قادیانیت کی حقیقت دنیا پر عیاں کر دی

لاہور .... دنیا قادیانیوں کے جنسی زیادتی کے اڈے بند کرائے، چناب نگر (ربوہ) لندن، امریکا میں جنسی زیادتی کے اڈوں نے قادیانیت کی حقیقت دنیا پر عیاں کر دی، قادیانی مذہب کا جعلی لبادہ اوڑھ کر مذہب کے روپ میں کلنک کا ٹیکہ ہے، قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ یہ انگریز سامراج کے جاسوسوں کا ٹولہ ہے، قادیانی فتنہ اپنے آغاز سے ہی اسلام وانسانیت دشمن فعل قبیح میں ملوث رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، مولانا اشرف گجر، مولانا خالد محمود، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا غلام مصطفیٰ، حامد بلوچ، مولانا عبدالشکور، مولانا سمیع اللہ نے گزشتہ دنوں پاکستان، لندن اور دنیا کے مختلف ممالک کے اخبارات (میڈیا) میں شہ سرخیوں سے شائع ہونے والی اس خبر پر کہ ’’قادیانی ہیڈ کوارٹرز جنسی زیادتی کی آماجگاہ بن گئے‘‘ لندن، سرے، ڈوریسٹ، ربوہ میں جنسی زیادتی کی شکایات لندن پولیس نے انکوائری شروع کر دی۔ امریکا ودیگر مقامات پر بھی قادیانی جنسی زیادتی کی شکایات پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی صرف اسلام کے ہی دشمن نہیں بلکہ انسانیت کے بھی دشمن ہیں۔ ایمان وحیاء سوزی پر قائم قادیانی فتنہ مذہب اسلام کا حقیقی چہرہ مسخ اور انسانیت کی تذلیل کر رہا ہے جبکہ اسلام دشمن طاقتیں فتنہ قادیانیت کو پروموٹ کر رہی ہیں۔ یہ درحقیقت مذہب اسلام پر سراسر ایک شیطانی حملہ ہے۔ علماء ودینی رہنماؤں نے مختلف ممالک میں قادیانی جنسی زیادتی کے اڈوں کے حوالے سے دنیا میں شائع ہونے والی خبروں کے باوجود انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں واداروں کی مجرمانہ خاموشی کی بھی شدید مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ مسلم امہ ومہذب دنیا قادیانیوں کے اس فعل قبیح کا سخت نوٹس لے اور قادیانیوں کے گھناؤنے کردار کے تدارک کے لئے اپنا مؤثر وعملی کردار ادا کرے، کیونکہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا فتنہ قادیانیت مذہب کے جعلی روپ میں اسلام وصاحب اسلام اور اہل اسلام پر نا صرف حملہ آور ہے بلکہ قادیانی مذہب کے جعلی روپ میں جنسی زیادتی کے اڈے بنا کر اپنا شیطانی مشن جاری رکھے ہوئے ہیں، ان کے اس اسلام وانسانیت دشمن ناپاک عمل وکردار کا تدارک انتہائی ناگزیر ہے۔

یہ تو جعل سازی کا کیس ہے!

سعید احمد حسن

امریکا کی جانب سے اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے سالانہ رپورٹوں میں پاکستانی حکومت کو قادیانیوں کی معاشرتی حیثیت کے حوالے سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں ان کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت دی جانی چاہئے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف امتیازی قوانین موجود ہیں، جن پر امریکا کو تشویش ہے۔ اگرچہ پاکستان کی حکومت نے امریکا کی اس سرپرستانہ تنبیہ کو مسترد کرتے ہوئے ہمیشہ کہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کو آئینی حقوق حاصل ہیں۔ آئین سے ہٹ کر کسی فرقے اور مذہب کے خلاف حکومت کوئی اقدام کر سکتی ہے نہ کرنے دیتی ہے۔ تاہم امریکا کی طرف سے ہر سال دوہرایا جانے والا یہ مطالبہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں ایک افسوس ناک مداخلت ہے۔ امریکا سمیت دیگر تمام قوتوں کو جو قادیانیوں کی پشت پناہی کرتی ہیں، یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قادیانیت ایک مذہب اور ایک حقیقی نظریہ کا حامل کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک سیاسی پریشر گروپ ہے، جس کو برصغیر پر قابض استعماری طاقتوں نے سیاسی مفادات کے پیش نظر تخلیق کیا اور آج تک اس کی سرپرستی کر رہی ہیں۔ اس گروپ کی تخلیق کا مقصد مسلمانوں کو نظریاتی طور پر کمزور کرنا، ان کے دینی معاملات، عقائد اور احکام میں ابہامات پیدا کرنا، ان کو باہمی جھگڑوں میں الجھائے رکھنا تھا۔ اس گروہ کا کام اسلام کی حقیقی تصویر کو مشتبہ کر دینا اور اسلام کی اساس ختم نبوت کو نقصان پہنچانا ہے۔

مسلمان چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، ان کے آپس میں کتنے ہی اختلافات ہوں لیکن وہ سب کے سب اس نکتے پر متفق ہیں کہ اسلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن پاک اور آپ کے ارشادات کا نام ہے۔ یہ کتاب مقدس اور اس کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اسلام کے تصورات، عقائد، احکام اور فلسفے کے بارے میں اتنے واضح اور دوٹوک ہیں کہ ان کی وضاحت کے لئے کسی اور شخص کی ہدایات کی کوئی ضرورت عقلی اور علمی طور پر باقی نہیں رہتی۔ قادیانیوں کے پیشوا نے مختلف ادوار میں مختلف حیثیتوں کا دعویٰ کیا، لیکن بتدریج وہ اس مرحلے تک پہنچ گیا جب اس نے کہا کہ وہ پیغمبر اسلام ہے۔ اس دعوے میں اس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کی نفی کی ہے، اس نے مسلمانوں میں سے ہر اس فرد کی دل آزاری کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے پر ایمان رکھتا ہے، اس نے اسلام کے دو واضح اور غیر مبہم اعلانات کو ناقابل اعتبار ٹھہرایا ہے، ایک یہ کہ اسلام کامل دین ہے اور اس میں کوئی پہلو ناقص نہیں۔ دوسرا یہ دین قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کا کوئی حصہ غائب یا تبدیل نہیں ہوگا۔ یہ دونوں اعلانات قرآن پاک کی دو آیات میں بالکل دوٹوک انداز میں موجود ہیں۔

پہلی آیت سورۂ مائدہ کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔“

دوسری آیت سورۂ حجر کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ہم نے ہی یہ تذکرے کی کتاب (قرآن کریم) اتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

یہی دو منصب نبوت کے ہیں کہ کسی امت پر اتری ہوئی آسمانی ہدایات میں اگر کسی پہلو کو پہلے شامل نہ کیا گیا ہو تو نیا پیغمبر انسانوں کے لئے نئی شریعت لے کر آتا ہے اور وہ اس میں ان تمام ضروری پہلوؤں کو مکمل کر دیتا ہے جو گزشتہ ادیان میں کسی وجہ سے ملتوی کئے گئے تھے، جبکہ سابق انبیاء میں سے ہر پیغمبر سے کہا جاتا رہا کہ اس وقت تک جو احکام نازل ہوئے یہ حتمی نہیں ہیں، آئندہ

ان میں ترمیم ہوسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں صاف طور پر موجود ہے کہ تمام انبیاء سے اس بات کا وعدہ لیا جاتا تھا کہ اگر آئندہ کوئی پیغمبر آیا تو سب اس کی حمایت کریں گے۔ یہ اہتمام ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور شریعت کی خاطر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں کہا گیا کہ آپ کے بعد بھی کوئی آسکتا ہے جو دینی احکام میں تغیر وتبدل کرنے کا مجاز ہو، بلکہ واضح طور پر آپ کو خاتم النبیین کہا گیا، آپ کے دین کے لئے کامل ترین اور محفوظ ترین دین ہونے کا اعلان کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو وہ یہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے، بلکہ اس کے خیال میں اسلام میں کہیں نہ کہیں نقص موجود ہے جس کی تکمیل کوئی کرے گا یا پھر وہ اس بات کو نہیں مانتا کہ اسلام کے اساسی تصورات محفوظ و مامون ہیں، بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ دین اسلام کے تصورات وتعلیمات میں تحریف یا تبدیلی ہوئی ہے، اس لئے وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ مٹا ہوا حصہ دوبارہ زندہ کیا جائے۔ یہی دو کام انبیاء کے ہیں کہ وہ آسمانی ہدایات کی تکمیل کرتے ہیں یا ان میں زمانہ گزرنے اور عدم اہتمام کی وجہ سے محو ہونے والے حصے کو دوبارہ تازہ کرتے ہیں۔

اب اگر غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں کام دین اسلام کے حوالے سے غیر ضروری بلکہ بے جا ہیں۔ اسلام میں کسی قسم کی کمی نہیں جس کی تکمیل کی جائے، اسلام کی تعلیمات کا کوئی حصہ مٹا نہیں جسے کوئی دوبارہ زندہ کردے، خدائی ضمانت اور اعلان کے مطابق دین کا ہر حصہ محفوظ وسالم ہے۔ اس لئے قادیانی دعوؤں کا ایک ہی مقصد رہ جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی دینی اساس کو مشتبہ بنا دیں، نبوت اور وحی کے بارے میں جعل سازی کریں، اسلام کی تعلیمات اور اس کے تصورات کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کریں۔ یہ حرکت جعل سازی شمار ہوتی ہے، جاسوسی اور سازش قرار دی جاتی ہے، یہ دھوکا دہی اور فریب کاری کا عمل ہے جسے دنیا کا کوئی قانون تسلیم نہیں کرتا۔ جعل سازی اور دھوکا وفراڈ کسی بھی طبقے کا حق نہیں بلکہ یہ ایک مسلمہ جرم ہے جس پر دنیا کے ہر گوشے میں پابندی ہے تو پھر پاکستان ملت اسلامیہ کے اس جعل ساز گروہ کو جعل سازی کی اجازت کیوں دے اور کس معقولیت کی بنا پر پاکستان سے اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے؟

امریکا سمیت دیگر ممالک جو قادیانیوں کا مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں، اس کے پیچھے کسی مذہب یا گروہ کی ہمدردی قطعاً نہیں ہے بلکہ وہ محض سیاسی دباؤ بڑھانے اور کمزور ممالک پر اپنی چودھراہٹ جمانے کے لئے ایسا کرتے ہیں اور ایسے گروہوں کی حمایت مخصوص مقاصد کے لئے ہی کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس موقع پر مسلمانوں کو ایک صف میں کھڑے ہوکر تازہ امریکی مداخلت کو مسترد کر دینا چاہئے۔ تمام سیاسی راہنماؤں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس مسئلے میں امریکا کی بے جا مداخلت اور بین الاقوامی اصولوں سے تجاوز پر واضح لفظوں میں مذمت کریں اور آئندہ کے لئے اس کو پیغام دیں کہ یہ مسئلہ ہمارے ہاں نزاعی نہیں ہے اور نہ آئندہ اس میں کوئی اختلاف ہوسکتا ہے۔ اس لئے امریکا مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا ترک کردے اور مسلمانوں کے عقائد اور ان کے آئین وقانون کا احترام کرے۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰/جنوری ۲۰۲۲ء)

حاجی محمد خاں کی وفات

حاجی محمد خاں گڑگانواں سے مہاجر میواتی قوم سے تعلق رکھتے تھے، بیعت کا تعلق برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے تھا۔ تقسیم کے بعد چک ۴۷ بیسن پتوکی ضلع قصور میں ڈیرہ لگایا۔ اللہ پاک نے انہیں نرینہ اولاد سے سرفراز فرمایا۔ چار بیٹوں کو حافظ قرآن بنایا، جبکہ ان میں سے تین عالم دین ہیں، ان کے پوتوں، پوتیوں، نواسوں، نواسیوں میں اکتالیس حافظِ قرآن ہیں۔ تبلیغی جماعت سے تعلق تھا۔ صحت وتندرستی کے زمانہ میں ہر ماہ کے آخری دس دن دعوت وتبلیغ کے لئے وقف کئے ہوئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ، ذکر وفکر اور تہجد ونوافل کے پابند تھے۔ کافی عرصہ سے بستر علالت پر تھے اور اپنے فرزندار جمند مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ راقم کو کئی مرتبہ ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ بانوے سال عمر میں ۲۵/دسمبر ۲۰۲۱ء کو عشاء کی نماز کے بعد انتقال فرمایا۔ اگلے دن مولانا قاری محمد الیاس کے مدرسہ جامعۃ الخیر میں مولانا نور محمد مدظلہ کی اقتدا میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی، جبکہ ان کی دوسری نماز جنازہ چک ۴۷ بیسن میں قاری محمد الیاس مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی یہاں بھی کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں علاقائی قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور عالم دین، مناظر اور خطیب تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے دور میں ہی مرزائیت کے خلاف گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا مظہرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

’’میرے والد ماجد مولانا نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ رمداس، ضلع امرتسر کے تھے۔ والد صاحب چونکہ حضرت خواجہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور غیر معمولی اوصاف وکمالات کے حامل۔ اس لئے انہیں قادیان کے خطرناک محاذ ستکوہا پر متعین کیا گیا۔ جو قادیان سے تین کوس کے فاصلے پر تھا اور بٹالہ سے اگلے اسٹیشن ’’چھینا‘‘ سے اتر کر قادیان جانے والوں کی راہ گزر میں ایک اہم مقام کی حیثیت رکھتا تھا۔

تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادیان پر حملہ آور ہوتے تو تیزی سے دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا سے مناظرہ کرنے جارہے ہیں اور دیہاتی عوام اپنے ہل چھوڑ کر ساتھ ہوجاتے۔ یہ واقعہ میری پیدائش سے چند سال پہلے کا ہے۔ مرزا غلام احمد اور حکیم نورالدین سے گفتگو کا سلسلہ صرف علمی مباحث تک ہی محدود نہ رہتا، بلکہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے شدید مطعون بھی کرتے۔ یہ خبریں تو مجھ تک عینی شاہدوں کے ذریعے بکثرت پہنچی ہیں کہ مرزا غلام احمد دق ہوکر عجز وانکسار کی راہ اختیار کرلیتا اور اپنے دعوؤں کی تاویلیں کرنے لگتا۔ مرزا کی موت کے بعد مناظروں کا دور شروع ہوا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے عظیم مناظر ہونے کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے مناظروں کی تعداد کتنی ہے؟ سینکڑوں یا ہزاروں؟ بہرحال مناظروں میں زبانی کلامی ہی باتیں نہ ہوتی تھیں، بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز بھی ہوجاتا تھا۔

غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ پاک پتن شریف کی درگاہ میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کی درگاہ تھی۔ اس وقت پاک پتن شریف کی جامع مسجد کے خطیب ایک متبحر عالم دین مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو یہیں کے ایک زمیندار بھی تھے۔ مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے مولانا تشریف لے جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہوگیا۔ مرزائی بڑے کروفر کے ساتھ آئے تھے۔ میں ان کی کتابوں کے انبار اوران کا کروفر دیکھ کر مرعوب ہوگیا۔ دل میں یہ خیال گزرنے لگا کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تو کوئی کتاب نہیں، وہ کیسے مناظرہ کریں گے؟ چنانچہ جب میں نے اپنے اس تاثر کا والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار کیا تو وہ ہنس پڑے اور مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے کہ: ’’دیکھو! مظہر کیا کہہ رہا ہے؟‘‘ پھر مولانا نے فرمایا: ’’اس لڑکے کو سمجھاؤ کہ مناظرہ کتابوں سے نہیں تائید ربانی سے ہوتا ہے اور الحمد للہ! یہ ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے۔ میں نے زندگی میں ارباب باطل سے تمام مناظرے کتاب کے بغیر کئے ہیں۔‘‘

یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزائیوں نے عام دستور کے خلاف پاک پتن شریف کے مناظرے میں والد ماجد کے مقابلے کے لئے کہن سال اور گرگان باران دیدہ کی بجائے نوجوان مناظروں کو بھیجا جو والد ماجد کے تبحر علمی، زور خطابت، شخصیت، ذہانت وفطانت اور شجاعت و بہادری سے قطعی طور پر ناآشنا تھے۔ ان نوجوانوں کے سرخیل تین مناظروں کا نام تو مجھے اب تک یاد ہے۔ جلال الدین شمس، عبدالرحمٰن اور سلیم، اور الحمد للہ! اسی مناظرے میں ۱۳۰/آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا؟

محمدی بیگم کے قصبہ ’’پٹی‘‘ میں جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا تو فریق مخالف آنکھ

ملا کر بات کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ والد ماجد نے متعدد بار کڑک کر کہا کہ: ''ادھر دیکھو!'' لیکن وہ آنکھ چرا رہے تھے۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے بعض لوگوں نے کہا کہ: ''حضرت! ان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جادوگر ہیں اور آپ کی آنکھوں میں سحر ہے۔'' یہ سن کر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا؟
دہلوی ہے داغ، بنگالی نہیں!

حیات مسیح علیہ السلام اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

ضمناً یہ بات بھی سن لیجئے جو میں نے والد ماجد کی زبان سے سنی ہے۔ فرمایا کہ ایک روز قادیان سے گزر ہوا تو میں نے احباب سے کہا کہ: ''مرزا غلام احمد سے ملے بغیر یہ سفر نا تمام رہے گا۔ آؤ! مرزا سے ملتے چلیں۔'' جب میں گیا تو مرزا اور حکیم نورالدین چند لوگوں کے سامنے مثنوی مولانا رومؒ کے اشعار پڑھ رہے تھے۔ مرزا کی زبان سے مولانا روم کی تعریف و توصیف سن کر میں نے کہا کہ مولانا روم تو حیات مسیح کے قائل ہیں فرماتے ہیں:

عیسیٰ و ادریس چوں ایں راز یافت
بر فراز گنبد چارم شتافت
عیسیٰ و ادریس برگر دو شدند
زاں کہ از جنس ملائک آمدند

مرزا نے جواب دیا کہ: ''یہ ان کی انفرادی رائے ہے۔'' میں نے کہا کہ: ''ان کی رائے انفرادی نہیں۔ یہ اجماعی ہے۔'' مرزا نے جھٹ حکیم نورالدین سے کہا کہ: ''بھئی! مولانا کے لئے چائے لاؤ۔'' ایک صاحب نے جھٹ پوچھا کہ: ''حضرت! آپ نے چائے پی؟'' فرمایا: ''استغفر اللہ! یہ کیسے ممکن تھا؟''

یہاں مجھے بے اختیار ایک واقعہ یاد آ گیا اور وہ یہ کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت سے ہفتہ عشرہ پہلے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ''مظہر! اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔'' تھوڑے سے وقفے کے بعد فرمانے لگے کہ: ''اعمال پر نہیں۔ اعمال کا محاسبہ ہوا تو مجھے جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے۔ اسی لئے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔''

مجھ جیسا وجیہ انسان یا تجھ جیسا بجّو؟

جب مرزا ایک مقدمے میں ماخوذ ہو کر گورداسپور کی کچہری میں آیا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھاگم بھاگ کچہری پہنچ گئے اور مرزا کے گرد لوگوں کا حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا۔ بازو کو ایک شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے کہ: ''مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا؟ تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہ انسان کو بھیجتا یا تجھ سے جیسے بجّو کو؟'' یہ سن کر حاضرین کے انبوہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا اور مرزا پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روانگی کے وقت ہی خواجہ سراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مولوی صاحب، مرزا سے باتیں کرنے کے لئے گئے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی پہنچ گئے اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ لے آئے۔

پٹوار کے امتحان میں فیل ہونے والا فرستادۂ خدا کیسے؟

میری عمر بہت چھوٹی تھی کہ ہمارے خاندان میں سے ایک خاتون کا رشتہ ایک مرزائی سے ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص مرزائی ہے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ: ''کافر سے مسلمان خاتون کا رشتہ جائز نہیں۔'' لیکن میرے ماموں چوہدری ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تحصیل دار، جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد تھے۔ اگرچہ مرزا کے بہت خلاف تھے اور مرزا کے رد میں بالعموم یہی دلیل دیا کرتے تھے کہ: ''میں نے اور مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ میں پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہو گیا اور میں پاس ہو گیا۔ جو شخص پٹواری نہ بن سکے وہ فرستادۂ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟'' مگر وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی ایسی صورت ہونی چاہئے کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے۔ چنانچہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر موصوفہ سے نکاح کر لیا کہ: ''عدالت کا معاملہ میں خود نمٹ لوں گا۔'' مرزائیوں کو جب اس نکاح کی اطلاع ملی تو انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک جاری رہا۔ انجام کار والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فتح ہوئی اور میری دوسری والدہ، مرزا بشیرالدین اور چوہدری ظفراللہ خان کی انتہائی سعی و کوشش کے باوجود ایک بار بھی عدالت میں پیش نہ ہو سکیں۔

تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ:

جب مرزا بشیرالدین بطور گواہ عدالت میں آیا تو ظفراللہ خان نے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ بشیرالدین کو عدالت میں کرسی ملنی چاہئے۔ ادھر سے یہ تقاضا تھا کہ کرسی ملے تو دونوں کو۔ ورنہ دونوں کھڑے رہیں۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھنے پر کھڑا رہنے کو ترجیح دے رہے تھے۔ کافی بحث کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ دونوں کھڑے رہیں۔ بشیرالدین اور ظفراللہ خان پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی جرح دیدنی تھی جس کا تھوڑا سا تصور اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ:’’برخوردار! تیرے والد کو حیض آتا تھا؟‘‘ اور ظفر اللہ خان سٹپٹا رہا تھا۔مختصر یہ کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ تھا جو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیتا۔مقدمہ بہاولپور بہت بعد کی بات ہے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران تنسیخ نکاح کے سلسلے میں جتنی تحریریں میرے سامنے آئی ہیں۔ان میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ تنسیخ کا پہلا مقدمہ مولانا نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جیتا تھا۔حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

مرزا کا’’آسمانی نکاح‘‘جو زمین پر نہ ہوسکا:

یہاں میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم مرحومہ سے اپنے آسمان پر نکاح ہونے کا دعویٰ کیا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، محمدی بیگم کے قصبہ’’پٹی‘‘ پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی سحر بیانی اور روحانی قوت سے’’پٹی‘‘ کے مغلوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرلیا۔ محمدی بیگم مرحومہ کا خاندان والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوگیا۔یوں مرزا غلام احمد کا’’آسمانی نکاح‘‘زمین پر نہ ہوسکا۔ یہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا پر سیاسی حملہ تھا۔پٹی میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ورود مسعود کی داستان ان کے ایک مرید، مشہور صحافی اور شاعر حاجی لق لق مرحوم کے قلم سے چند سال پیشتر ہفت روزہ’’چٹان‘‘ میں چھپ چکی ہے۔

آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر کے اسلامی اجتماعات کے اشتہارات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں والد ماجد کے نام کے ساتھ’’فاتح قادیان‘‘ کے الفاظ ملیں گے۔ یہ خطاب علمائے اسلام نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسی لئے دیا تھا کہ انہوں نے تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ جیتا تھا۔ ورنہ مناظر تو اس عہد میں اور بھی تھے۔

مرزائیوں کو پٹخنیاں:

غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے ریاست جموں وکشمیر کو اپنی تخریبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنالیا۔ چنانچہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنے کے سدباب کے لئے جموں میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی اور مشاہیر علمائے اسلام کو دعوت نامے بھیجے۔ان میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی تھا۔ یہ وہ عہد تھا کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی وطن رمداس، ضلع امرتسر میں تشریف لاچکے تھے۔ اس وقت ہمارا عظیم الشان مکان زیر تعمیر تھا اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری توجہ مکان کی تعمیر پر مرکوز تھی۔ اسی دوران میں حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا دعوت نامہ آگیا اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کام چھوڑ کر جموں روانہ ہوگئے۔ روانگی کے وقت مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ:’’تم بھی چلو گے؟‘‘ لیکن اس عہد طفولیت میں میری تمام تر توجہ اپنے کبوتروں پر مرکوز تھی۔ میں نے جواب دینے میں ذرا تامل کیا تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ:’’تیرے کبوتروں کی حفاظت کے لئے میں خاص آدمی مقرر کردیتا ہوں۔جموں میں، میں مرزائیوں کو جو پٹخنیاں دوں گا وہ تیرے کبوتروں کی قلابازیوں سے بہتر ہوں گی۔مزا نہ آیا تو کسی کے ساتھ واپس بھیج دوں گا۔‘‘ یہ سن کر میں ہنس پڑا اور ساتھ جانے کے لئے تیار ہوگیا۔

اس منظر کو دیکھنے والے لوگ ابھی تک بقید حیات ہیں۔کانفرنس میں زیادہ تر والد ماجد ہی کی تقریریں ہوتی تھیں۔اس معرکے سے خوش ہوکر حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ علی پور لے گئے۔علی پور میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام طویل سے طویل تر ہوتا گیا۔ ہر روز رات کو والد صاحب کی تقریر ہوتی تھی اور دن علمی وعرفانی باتوں میں گزرتا تھا۔ ایک بچے کے لئے ایسے ماحول میں زیادہ دیر ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ میں گاؤں میں گھومنے پھرنے لگا، بلکہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ خود فرمادیتے کہ:’’مظہر! جاؤ مسجد، مدرسہ اور تہہ خانہ دیکھ آؤ۔‘‘ ایک روز میں واپس آیا تو حضرت نے فرمایا کہ:’’مسجد اور مدرسہ پسند آیا؟‘‘ میں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمانے لگے کہ:’’بس تعلیم کے لئے یہیں آجاؤ۔‘‘ مختصر یہ کہ یہیں سے صاحبزادگان سے تعلقات کی ابتدا ہوئی۔

کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مرزائیوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور والد ماجد کا جموں وکشمیر میں داخلہ قانوناً رکوادیا۔ اس سے عوام نے اور بھی خوشگوار اثر لیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ مرزائی، مسلمان علماء کی تاب نہیں لاسکتے۔

میرے عنفوان شباب میں والد صاحب کے مرزائیوں سے جو مناظرے ہوئے انہی کا یہ نتیجہ تھا کہ مجھے تمام سوالات وجوابات یاد ہوگئے۔ جنھیں میں نے قلمبند کرکے’’خاتم المرسلین‘‘(ﷺ) کے نام سے شائع کردیا۔ یہ میری پہلی تصنیف تھی جس پر استاد محترم ابوالبرکات سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، والد ماجد اور مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظیں لکھیں۔‘‘

(چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ج:۳، ص:۴۶۲)

قادیانیت

وحدتِ ملت کے لئے مہیب خطرہ

حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے اس کلمہ کے دو جز ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار اور اس اعتراف واقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں یہی ''عقیدہ ختم نبوت'' کہلاتا ہے، جس پر صدر اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔

جو لوگ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے ایمان واقرار سے سرشار ہوکر نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام ''تحفظ ختم نبوت'' ہے۔

چونکہ اس عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ عقیدہ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اس اُمت کی بقا کا ضامن ہے جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ اُمت، اُمت رہے گی اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ اُمت اُمت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور اُمتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اُبھریں گے، ان میں مناقشت چلے گی ہر ایک اپنے دعویٰ کو مؤثر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس اُمت کا اُمت پنا ختم ہو جائے گا اسی لئے علامہ اقبال نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی:

''دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب وسنت سے، دین وشریعت کی بقا اور دین وشریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب وسنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے لیکن اُمت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔'' (بحوالہ خطبات مفکر اسلام، جلد۵، صفحہ ۱۰۹)

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا اس لئے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے۔ اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔ امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننا یہ گوارا نہیں ہوسکتا، نہ ہی میرے اللہ کو یہ گوارا ہے دنیا میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کا شریک بتاتے اور بناتے ہیں مگر اللہ ان کی اسی طرح پرورش کرتا ہے جس طرح وہ اپنے وحدہ لاشریک ماننے والوں کی پرورش کرتا ہے، اس کا غضب پوری طرح کبھی ان پر نازل نہیں ہوا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے والے کو خدا

نے کبھی معاف نہیں کیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ کبھی نہیں پھولا پھلا۔“

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص:۲۰۰)

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں سب سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ کرکے امت کے سامنے اس کام کا عملی نمونہ پیش کیا چنانچہ یمن میں عبہلہ نامی ایک شخص جس کو اسود عنسی کہا جاتا تھا، نے سب سے پہلے ختم نبوت سے بغاوت کرکے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اس سے قتال وجہاد کا باقاعدہ تحریری حکم صادر فرمایا اور بالآخر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خنجر نے اس جھوٹی نبوت کا آخری فیصلہ سنا دیا۔

ختم نبوت کا دوسرا غدار مسیلمہ کذاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے نبوت محمدی میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اس کی سرزنش کے لئے بھیجا بالآخر ایک معرکۃ الآراء جنگ ہوئی اور مسیلمہ کذاب کو اس کے بیس ہزار امتیوں کے ساتھ حدیقۃ الموت کے راستہ جہنم کے سفر پر روانہ کردیا گیا۔ (حدیقۃ الموت اس باغ کا نام ہے جہاں مسیلمہ کذاب کی موت واقع ہوئی)۔ صرف اس ایک معرکہ میں مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ کی شہادت کا نذرانہ پیش کیا جن میں ستر بدری صحابہ کرامؓ اور سات سو سے زیادہ وہ صحابہ کرامؓ تھے جو قرآن کریم کے ماہر تھے اور قراء کہلاتے تھے۔ اتنی بڑی قربانی تمام غزوات اور سرایا میں نہیں دی گئی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی جنگیں لڑی گئیں، غزوات اور سرایا ملا کران میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔

غرضیکہ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمہ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا آگ میں کودنا قبول کیا مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ ابو مسلم خولانیؒ کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنادیا۔

امت مسلمہ نے ایک ایک عضو اپنا کٹوانا گوارا کیا مگر جھوٹی نبوت کا انکار کیا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا مگر انہوں نے بار بار انکار کیا، وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا بالآخر اُنہیں شہید کردیا مگر حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کرا سکا۔

پوری تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی جب کبھی یہ گستاخی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی، امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اسے کاٹ کر جسد ملت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

انیسویں صدی عیسویں میں اسلامی ممالک خصوصاً ہندوستان میں دماغی بے چینی اور ذہنی کشمکش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، ہندوستان میں بیک وقت مغربی ومشرقی تہذیبوں، اسلام و مسیحیت اور قدیم وجدید نظام تعلیم میں معرکہ کارزار گرم تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں مسیحی پادری اپنی تبلیغی کوششوں میں سرگرم عمل تھے، ۱۸۵۷ء کی آزادی کی کوشش ناکام ہوچکی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دماغ مفلوج اور شکست کے صدمہ سے ان کے دل زخمی تھے۔

انگریز نے مسیحی مشنریوں کے ساتھ جگہ جگہ فتنوں کے جال پھیلا دیئے تھے، فرقہ واریت کو خوب ہوا دی گئی تھی، اس کی ہر ممکن کوشش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کردیا جائے، ان کے عقائد پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ مسلمانوں خصوصاً نئی نسل کے دل ودماغ کے سانچے بدل جائیں اگر ان کے ذہن کفر وشرک کو قبول نہ کرسکیں تو کم از کم خالص اسلامی بھی نہ رہیں اور دین ومذہب سے بیزاری اور نفرت کا جذبہ ان میں پیدا ہوجائے۔

انیسویں صدی کے آخر میں بے شمار فتنوں کے ساتھ ایک بہت بڑا فتنہ ایک جھوٹی اور خود ساختہ نبوت قادیانیت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کی تمام وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لئے وقف ہوگئیں، انگریز کو بھی ایسے ہی خاردار خود کاشتہ پودے کی ضرورت تھی جس میں الجھ کر مسلمانوں کا دامن اتحاد تار تار ہوجائے اس لئے انگریزوں نے اس خود کاشتہ پودے کی خوب آبیاری کی۔ اس فرقہ کے مفادات کی حفاظت بھی انگریزی حکومت سے وابستہ تھی۔ اس لئے اس نے تاج برطانیہ کی بھرپور انداز میں حمایت کی، ملکہ برطانیہ کو خوشامدی خطوط لکھے، حکومت برطانیہ کے عوام میں راہ ہموار کرنے کے لئے حرمت جہاد کا فتویٰ دیا، چاپلوسی کے وہ گھٹیا اور پست طریقے

اختیار کئے جس سے مرزا غلام احمد ملعون کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی اور اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تو چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں مبعوث ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیان کی ملعون بستی میں۔ مکی بعثت کا دور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوگیا اور اب چودھویں صدی سے قیامت تک قادیانی بعثت و نبوت کا دور ہوگا۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تیرھویں صدی کے بعد کالعدم قرار دے کر خاتم النبیین کا منصب خود سنبھال لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات مخصوصہ کو اپنی جانب منسوب کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بے دریغ تحریف کرڈالی۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کو فحش گالیاں دیں، تمام اُمت مسلمہ کو گمراہ اور کافر و مشرک قرار دیا۔ قصر اسلام کو منہدم کرکے ’’جدید عیسائیت‘‘ کی بنیاد رکھی۔ انگریز کی ابدی غلامی کو مسلمانوں کے لئے فرض و واجب قرار دیا، مسئلہ جہاد کو حرام اور منسوخ ٹھہرایا اور مجاہدین اسلام کو منکر خدا قرار دیا۔ جن لوگوں کو قادیانیت کی گہرائی کا علم نہیں، اور وہ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں، انہیں اس فتنہ کی شدت کا احساس نہیں ہوسکتا، واقعہ یہ ہے کہ صدر اول سے لے کر آج تک جتنے فتنے پیدا ہوئے ان سب کی مجموعی فتنہ پردازی بھی فتنہ قادیانیت کے سامنے شرمندہ ہے۔ اگر ملاحدہ و زنادقہ اور مدعیان نبوت و مہدویت کی تحریفات کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں قادیانی تحریفات کو جگہ دی جائے تو یقین ہے کہ قادیانی تحریفات کا پلڑہ بھاری رہے گا۔‘‘ (تحفہ قادیانیت، صفحہ ۱۴، جلد دوم)

اس حقیقت کو علامہ اقبال نے بھی بیان کیا ہے:

’’قرآن کریم کے بعد نبوت و وحی کا دعویٰ تمام انبیاء کرام کی توہین ہے، یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا، ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلام، عقائد اسلام، شرافت انبیاء، خاتمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر و منافی ہے۔‘‘

(فیضان اقبال، صفحہ ۴۳۵)

اسی لئے جب قادیانیت کا فتنہ اٹھا تو اس کے مقابلہ کے لئے علماء حق اور ملت کا درد رکھنے والے میدان عمل میں اترے اور اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانی فتنہ بھی پاکستان پہنچا اور چنیوٹ کے قریب ایک جگہ لے کر وہاں شہر بسایا اور اس کا نام ربوہ رکھا، امیر شریعت مولانا عطاء اللہ بخاری اور ان کے رفقاء نے بھی اس فتنہ کا تعاقب جاری رکھا اور حضرت امیر شریعت کی سربراہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعت وجود میں آئی۔ اس جماعت کے تحت ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ جسے بزور طاقت کچل دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں تحریک چلی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہوا اور پوری قوم اس پر متحد ہوگئی، یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا یہاں تک کہ آئین میں متفقہ ترمیم ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دینے کا مطالبہ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں ہی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ قادیانی علیحدہ امت اور علیحدہ قوم ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ مطالبہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا تھا، علامہ اقبال کو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فیضانِ صحبت نے قادیانیوں کے خلاف ایک شعلہ جوالہ بنادیا تھا، فتنۂ قادیانیت کی سنگینی نے ان کو بے چین کر رکھا تھا اور وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدت ملت کے لئے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے، ان کی تقریر و تحریر میں قادیانی ٹولے کو ’’غدارانِ اسلام‘‘ اور ’’باغیانِ محمدؐ‘‘ سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ اقبال کا قادیانیوں کو بھی اور اس وقت کی حکومت کو درج ذیل مشورہ تھا:

’’میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے

ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔“
(حرف اقبال ص:۱۳۷)

”میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا، اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟“ (حرف اقبال ص:۱۳۸)

اور صرف یہی نہیں کہ مسلمان انہیں علیحدہ ایک قوم سمجھتے رہے اور ان کی علیحدہ حیثیت کا مطالبہ کرتے رہے بلکہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ان سے تعلق رکھنا ان میں شادی بیاہ کرنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

”حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔“

”یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“
(خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان، جلد۱۹ صفحہ۱۳)

اور مرزا بشیر اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۶۹ پر لکھتا ہے:

”غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا

ختم نبوت آگاہی سیمینار، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ لاہور کے زیر اہتمام ختم نبوت آگاہی سیمینار برائے پرنسپلز، ٹیچرز، پروفیسرز مقامی ہال پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ سیمینار میں پرنسپل، ٹیچرز اور پروفیسرز خواتین وحضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سیمینار میں جامعہ اشرفیہ کے پروفیسر مولانا محمد یوسف حسان، پیر طریقت مولانا شاہ عبدالمعید سکھر، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، معروف مصنف محمد متین خالد، قاری ظہور الحق، قاری محمد حنیف کمبوہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالنعیم، مولانا سعید وقار، علی رضا و دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل کے ایمان کا تحفظ کرنا یہ اساتذہ کے فرائض منصبی میں شامل ہے کیونکہ استاذ کی حیثیت ایک معمار کی ہے۔ عصری تعلیمی اداروں میں ختم نبوت کے کام کو فروغ دے کر نوجوان نسل کے ایمان کو قادیانیوں کی سازشوں سے بچایا جاسکتا ہے۔ حاضرین نے اس بات کا عہد کیا کہ ہر آن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کا تحفظ کرتے رہیں گے، عقیدہ ختم نبوت کے پرچار کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے اپنے زیر سایہ تربیت پانے والے تمام اسٹوڈنٹس اور اپنے ہر ملنے جلنے والے دوست احباب کو آگاہ کرتے رہیں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، سامعین نے یہ بھی عہد کیا کہ اپنے ملک عزیز پاکستان کی خیر خواہی کرتے رہیں گے اور آئین پاکستان کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو، اپنی جان ومال اور ماں باپ سے زیادہ عزیز ہستی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس رسالت کے جھنڈے کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے اور کسی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے ان شاءاللہ! دریغ نہیں کریں گے۔

اکٹھا ہونا ہے........اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔‘‘

اور خود قادیانیوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔مرزا بشیرالدین محمود لکھتے ہیں:

’’میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔‘‘(مرزا بشیرالدین محمود کا بیان مندرجہ’’الفضل‘‘ ۱۳؍نومبر۱۹۴۶ء)

۱۹۷۴ء میں جب قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر اس موضوع پر غور کرنے کے لئے کہا گیا اور قادیانیوں اور لاہوریوں دونوں کو اپنی صفائی کا موقع دیا گیا اور ان پر اٹارنی جنرل کے ذریعہ جرح ہوئی اور جب اٹارنی جنرل نے یہ سوال کیا کہ آپ ان لوگوں کو جو مرزا کو نبی نہیں مانتے کافر کہتے ہیں؟ اس کے جواب میں مرزا ناصر نے بہت ٹال مٹول سے کام لیا اور بالآخر یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوا کہ ہاں ہم مرزا کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔سوالات تو بہت ہیں مگر آخری سوالات یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

☆......چیئرمین: مرزا صاحب! آپ صاف بتائیں کہ مرزا کا منکر مسلمان ہے یا نہیں؟ جب مرزا کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان ہے تو مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔اگر اس کے مانے بغیر آدمی مسلمان نہیں تو آپ صاف بتائیں۔

☆......مرزا ناصر: مرزا کے نہ ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔

☆......اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی مسلمان نہیں؟

☆......مرزا ناصر: سارے کیسے؟

☆......اٹارنی جنرل: ہر وہ شخص جو موسیٰ کو مانتا ہو پر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے پر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(’’کلمۃ الفصل‘‘ص۱۱۰) یہ آپ حضرات کی کتاب ہے۔مطلب ہے کہ غیر احمدی سارے کے سارے؟

☆......مرزا ناصر: جی ہاں! جن پر اتمام حجت ہو چکا اور نہیں مانا وہ سارے۔

☆......اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی جن پر اتمام حجت ہو چکا کافر ہیں؟

☆......مرزا ناصر: کہہ دیا ہے کتنی دفعہ کہلوائیں گے۔

☆......چیئرمین: ٹھیک ہے آگے چلیں۔

اس لئے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء کرام کی لاج رکھی اور وہ اپنا مطالبہ حکومت سے منوانے اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

☆☆..............☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆......مرشد العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علیل ہیں۔گردوں کی تکلیف ہے، ہفتہ میں تین مرتبہ گردے واش ہوتے ہیں۔قارئین کرام سے حضرت والا کی صحت وعافیت کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

☆......خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف رحیم یار خان کے سجادہ نشین حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کا ہرنیہ کا آپریشن ہوا ہے۔قارئین سے درخواست ہے کہ ہمارے دونوں بزرگوں کی صحت وعافیت کے لئے دعا فرمائیں۔اللہ پاک ان حضرات کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھیں۔

☆...... جامعہ خالد ابن ولید وہاڑی کے بانی، مہتمم، شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ کارڈیالوجی لاہور دل کے عارضہ کے سلسلہ میں داخل ہیں۔دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مولانا کو مکمل صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔آمین یا اللہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اکرم طوفانیؒ کے تقریباً ساٹھ سال سرگودھا میں گزرے۔ پڑھنے کے لئے آئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ سرگودھا کے نامور عالم دین مولانا مفتی محمد شفیع اور قاری عبدالسمیع سے تعلیم حاصل کی، سرگودھا کے مضافات میں واقع چک نمبر۹ شمالی میں امامت، خطابت اور زمین ٹھیکے پر لے کر بڑے زمینداروں میں شمار ہونے لگا۔

حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ کے حکم پر مجلس کے مبلغ بنائے گئے اور انہوں نے نوجوانوں پر محنت کی، سینکڑوں نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کے لئے تیار کئے۔

آپ مجذوب صفت انسان تھے، اپنے ساتھیوں پر غصہ بھی کرتے اور دوسرے وقت میں تھپکی بھی دیتے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ نوجوان ان پر اپنی جانیں چھڑکتے۔ نماز جنازہ کے موقع پر راقم نے نوجوانوں کو دھاڑیں مارتے ہوئے دیکھا۔ جنازہ میں ہزاروں علماء و طلبہ تو تھے ہی عام مسلمانوں نے شرکت کرکے بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ دکانداروں نے مارکیٹیں بند رکھیں۔ خواتین نے اپنے مکانوں پر سے جنازہ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ مذہبی کام کرنے والوں کے ساتھ عوام کی محبت اور میت کا استقبال ان کی لوگوں میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ یقیناً یہ صرف مقبولیت عندالناس ہی نہیں بلکہ عنداللہ بھی مقبولیت کی دلیل ہے۔

باباجیؒ کی میت کا استقبال دیکھ کر ہر آدمی اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے نظر آیا کاش! یہ جنازہ میرا ہوتا۔ جنازہ کے لئے سرگودھا کی مرکزی عیدگاہ کا انتخاب کیا گیا۔ جہاں موصوف کئی سالوں سے عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

کراتے چلے آرہے تھے۔ مقامی صحافیوں، سرکاری ایجنسیوں، علماء کرام کے بقول سرگودھا میں اتنا بڑا جنازہ آج تک کسی کا نہیں ہوا۔

جنازہ سے قبل کئی ایک علماء کرام اور ان کے رفقاء نے انہیں خراج تحسین پیش کیا، چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: مولانا مسعود اختر اٹک، مولانا محمد اجمل خان نجم، مولانا حیدر عثمان ٹیکسلا، مولانا سلیم اللہ کراچی، مولانا خالد عابد مبلغ سرگودھا، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی مبلغ رحیم یارخان، مولانا قاری احمد علی ندیم سرگودھا، مولانا سید خالد مسعود گیلانی سلانوالی۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سرگودھا کے جماعتی رفقاء اور عوام سے مبلغ مولانا خالد عابد کے ساتھ تعاون کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح مولانا طوفانیؒ کے ساتھ تعاون کیا کرتے تھے، ایسے ہی مولانا خالد عابد کے ساتھ بھی تعاون جاری رکھیں۔ مولانا مفتی طاہر مسعود مدظلہ نے کہا کہ مولانا یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے اور ساٹھ سال سرگودھا کی خدمت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے اعلان کیا کہ مولانا طوفانیؒ کا مشن بہرصورت جاری رکھا جائے گا۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مولانا طوفانیؒ کے احباب و رفقاء کا نام لے کر ان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مولانا طوفانیؒ نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ اب ان کے قائم مقام مولانا محمد خالد عابد مبلغ ہوں گے انہوں نے امید ظاہر کی کہ مولانا طوفانیؒ کے رفقاء مولانا خالد عابد سے تعاون جاری رکھیں گے۔

نماز جنازہ کی امامت کے فرائض مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ مولانا کو سرگودھا کے مرکزی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ سے فارغ ہوکر مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد بلال، مولانا وسیم اسلم کی معیت میں ملتان کا سفر کیا۔ مغرب کی نماز مرکزی دفتر کی جامع مسجد میں باجماعت ادا کی اور حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم (مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری) کو جنازہ کی رپورٹ دے کر اپنے کمرہ میں پہنچا ہی تھا کہ مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کا فون آیا کہ آپ کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ جی ملتان میں۔ فرمایا: آپ صبح سفر کرکے تین دن کے لئے سرگودھا تشریف لے جائیں تاکہ تعزیت کے لئے آنے والے حضرات سے تعزیت وصول کریں۔ چنانچہ

۲۹/دسمبر کو دفتر مرکزیہ سے نکلے اور مغرب کی نماز سرگودھا دفتر کے متصل جامع مسجد عمر فاروق میں ادا کی، چونکہ مولانا طوفانیؒ کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس لئے جماعت کا فرض بنتا تھا کہ تعزیت کے لئے تشریف لانے والوں سے تعزیت وصول کرتے۔ تین دن میں سینکڑوں حضرات تعزیت کے لئے تشریف لائے، جن کی دعاؤں میں شمولیت نصیب ہوئی، سرگودھا شہر سے آنے والے حضرات کی رائے یہ تھی کہ سرگودھا کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کبھی بھی کسی کا نہیں ہوا۔

۳۰/دسمبر کی صبح دس بجے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ احباب و مریدین سمیت تشریف لائے اور تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا فرمائی۔

سرگودھا شہر کے سیاسی، سماجی، کاروباری اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں حضرات نے تعزیت کا اظہار کیا اور یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہا۔

تحفظ ختم نبوت کورس برائے خواتین: اللہ پاک ہمارے مولانا محمد اکرم طوفانی نور اللہ مرقدہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آپ نے ہمہ جہت کام کیا، جہاں آپ نے نوجوانوں میں ناموس رسالت کے تحفظ کی روح پھونکی اور ختم نبوت کے جیالے کارکن تیار کئے وہاں آپ نے عورتوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت سے روشناس کرانے اور قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ کرنے کے لئے خواتین میں بھی کورسز کرائے۔

چنانچہ راقم کو بھی ۳۰/دسمبر کو ایک ایسے کورس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی جو جامع مسجد اللہ توکل لک کالونی اولڈ سول لائن سرگودھا میں ۲۰ روزہ ۱۸/دسمبر ۲۰۲۱ء سے شروع ہوکر ۶/جنوری ۲۰۲۲ء تک جاری رہا۔ کورس کا دورانیہ دو سے چار بجے سہ پہر تک رہا۔ کورس کی نگرانی مولانا محمد اجمل خان نجم، مولانا ثناء اللہ ایوبی نے کی، جبکہ کورس کا اہتمام مدرسۃ الزہرا للبنات کے مہتمم مولانا حیدر علی حیدر نے کیا۔ مولانا مفتی محمد طاہر مسعود مدظلہ نے مقامِ نبوت، مولانا مفتی محمد شاہد مسعود نے مقام صحابہ و اہل بیت، مولانا نور محمد ہزاروی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام، مولانا مفتی عبدالصمد ساجد روزمرہ کی سنتیں، مولانا محبوب احمد نے عقیدۂ ختم نبوت وعقیدۂ ظہور امام مہدی، مولانا محمد خالد عابد نے قادیانیوں کا بائیکاٹ کیوں؟، مولانا مفتی محمد جہانگیر نے خواتین ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟، مولانا محمد عمر چاریاری نے ختم نبوت قرآن و احادیث کی روشنی میں، مولانا مفتی محمد جمیل طارق نے عقیدۂ ختم نبوت، مولانا حیدر علی نے شعورِ ختم نبوت، جبکہ راقم الحروف نے قادیانیوں اور مسلمانوں میں متنازعہ فیہ مسائل کے عنوان پر ۳۰/دسمبر کو لیکچر دیا۔ ۳۰/دسمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی عبدالرشید مدظلہ کی مسجد میں عصر کے بعد بیان کیا۔ مولانا طوفانیؒ نے فیکٹری ایریا سرگودھا میں جامع مسجد ختم نبوت کے نام سے ۲۰۰۶ء میں مسجد تعمیر کرائی جس کی تعمیر کے مصارف کا مولانا طوفانیؒ نے خود بندوبست کیا۔ اس کے خطیب و امام مولانا لیاقت علی نے حضرت طوفانیؒ کے حکم پر پہلی اینٹ رکھی، چند ماہ میں مسجد مکمل ہوئی، ۳۱/دسمبر کو مولانا لیاقت علی کے اصرار پر مولانا محمد خالد عابد سلمہ کی معیت میں مولانا طوفانیؒ پر تعزیتی پروگرام ہوا۔ راقم کو بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

۳۱/دسمبر کا خطبہ جمعہ: ۲۰۲۱ء کا آخری جمعہ جو آخری تاریخ کو تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اقبال شیروانیؒ جس مسجد میں ۳۵ سال امام وخطیب رہے۔ اسی جامع مسجد کوٹ روڈ کا خطبہ راقم نے دیا۔ مولانا شیروانیؒ پر راقم ایک مضمون لکھ چکا ہے۔ مولانا شیروانیؒ کے بچوں کے سر چھپانے کے لئے مکان کی طرف مسجد کمیٹی کو متوجہ کیا۔ مولانا شیروانیؒ نے اپنی زندگی میں مولانا ناصر حسن عارفی کو متعارف کرایا۔ موصوف ہی اب مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور مسجد سے متصل مدرسہ کا اہتمام سنبھالے ہوئے ہیں۔

تخصصی الفقہ کی کلاس میں سبق: الحمدللہ والشکرللہ ایک سال کے بعد یکم جنوری ۲۰۲۲ء کو جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں تخصص کی کلاس کو ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کا سبق شروع کرایا۔ چند سال پہلے تخصص کی کلاس شروع کی گئی۔ تخصص کی کلاس میں شمولیت اختیار کرنے والے علماء کرام کو مجلس ہر ماہ پندرہ سو روپے وظیفہ دیتی ہے۔ تخصص کے طلبہ کو جہاں فقہ کی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ مطالعہ کرایا جاتا ہے، (سال رواں تخصص کے انچارج مولانا مفتی محمد شعیب ہیں)۔ وہاں مجلس کے اجلاس میں طے کیا گیا کہ تخصص کے طلبہ کو باضابطہ قادیانیت کی رد کی کتب پڑھائی جائیں۔ چنانچہ حیدر آباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد سلمہ کا حیدر آباد سے چناب نگر جامعہ میں تبادلہ کردیا گیا۔ موصوف نے طلبہ کو ''قادیانی شبہات کے جوابات'' کی تینوں

جلدیں سبقاً پڑھائیں اور پھر باقاعدہ ان کا امتحان بھی لیا گیا۔ تخصص کرنے والوں میں سے میرٹ پر آنے والے علماء کرام حسب ضرورت مبلغ بھی رکھے جاتے ہیں، تمام فضلاء کو تو نہیں رکھا جاتا۔ مجلس کو اگر کسی حلقہ میں ضرورت ہوتی ہے تو جو فاضل میرٹ پر آجاتا ہے تو اسے کسی نہ کسی حلقہ میں مبلغ رکھا جاتا ہے۔

چنیوٹ پریس کلب میں پریس کانفرنس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام کراچی سے خیبر تک ایڈیشنل ڈائریکٹر ایف آئی اے ابوبکر خدا بخش نتھوکہ جو ۶؍جنوری ۲۰۲۲ء کو ریٹائر ہو رہا ہے، موجودہ گورنمنٹ اسے نئے ایگریمنٹ کے تحت اس سے اعلیٰ عہدہ پر فائز کرنا چاہتی ہے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ملک بھر میں احتجاج ہو رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں ۳؍جنوری ۲۰۲۲ء کو چنیوٹ پریس کلب میں بھی چنیوٹ سے ممبر پنجاب اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی، راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا توصیف احمد نے پریس کانفرنس کی۔ جس میں تمام پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے دو درجن سے زائد صحافی اور تقریباً اسی تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس کا متن لف ہے:

مولانا شجاع آبادی کا پریس کانفرنس سے خطاب: چنیوٹ... ابوبکر خدا بخش نتھوکہ دریاخان بھکر کا رہنے والا ہے۔ اس نے اپنی بہنیں اور بیٹیاں قادیانیوں کو دیں۔ خوشاب کا ڈی پی او رہا۔ قادیانیوں کی تمام غیرقانونی تبلیغی سرگرمیاں اس کی کوٹھی میں ہوتی تھیں۔ یہ سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور مسلم لیگ کے سربراہ میاں شہباز شریف کا کلاس فیلو ہے۔ اس کی نوازشوں سے ڈی پی او سے آر پی او بنا اور شیخوپورہ میں ڈی آئی جی کے منصب پر فائز کیا گیا۔ مختلف عہدوں سے ہوتا ہوا ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے جو ایک تفتیشی ادارہ ہے بنایا گیا۔ اس کی ریٹائرمنٹ قریب ہے اور اس کی مدت ملازمت ۶؍جنوری ۲۰۲۲ء کو مکمل ہو رہی ہے۔ جہاں بھی رہا، قادیانی مربی کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ اب اس کی نئی ایگریمنٹ کے تحت ترقی اسلامیان پاکستان کو قابل قبول نہیں۔ ان خیالات کا اظہار چنیوٹ سے ممبر پنجاب اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے علماء شہر کی موجودگی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی نئے عہدہ پر تقرری عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران یہود و نصاریٰ کے ایجنڈا کی تکمیل کے لئے قادیانیوں کو پاکستان پر مسلط کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان شاءاللہ العزیز! تحریک ختم نبوت ان کے ان فیصلوں کے خلاف سدسکندری ثابت ہوگی۔

وزیراعظم کے مشیر شہزاد اکبر کے متعلق اس کی اپنی جماعت کے ایم پی اے چوہدری نذیر احمد چوہان نے کہا کہ وہ قادیانی ہے۔ شہزاد اکبر نے نتھوکہ کے ذریعہ ایف آئی اے میں تفتیش کے بہانہ بلاکر اس پر تشدد کیا۔ جس کے نتیجہ میں اسے ہسپتال میں زیرعلاج رہنا پڑا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور پیر نورالحق قادری کا بیان ریکارڈ پر ہے کہ کابینہ میں چھ وزیر قادیانیوں کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں، لیکن وزیر موصوف نے ان کے نام نہیں بتلائے۔ اگر حکمرانوں نے قادیانیت نوازی نہ چھوڑی تو اسلامیان پاکستان ایسی تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے جو قادیانیت کے خاتمہ پر منتج ہوگی۔ پریس کانفرنس میں مولانا توصیف احمد، قاری شبیر احمد سمیت کئی ایک علماء کرام اور جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔

چھتی قریشیاں میں بیان: چھتی قریشیاں مسلم کالونی چناب نگر کی مضافاتی آبادی ہے وہاں اہل حق کی کئی ایک مساجد ہیں، جامع مسجد غلام محی الدین میں ہمارے جامعہ کے استاذ مولانا شفیق الرحمٰن خطیب ہیں۔ مذکورہ بالا مسجد کے امام قاری محمد مزمل کی فرمائش پر ۳؍جنوری کو مغرب کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا، جس میں راقم نے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت خبیثہ کے عقائد اور گستاخانہ حوالہ جات پیش کرکے کہا کہ مرزا قادیانی نے حضرات انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شان میں بدترین گستاخیاں کی ہیں۔ مقامی آبادی سے قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی، تمام نمازیوں نے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔

جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں تقریری مقابلہ: جامعہ میں ہر جمعرات کو بزم ہوتی تھی، جس میں تمام طلبہ کرام حصہ لیتے تھے۔ مولانا توصیف احمد سلمہ حیدرآباد سے تبدیل ہوکر چناب نگر آئے تو ان کی تجویز پر ایک بزم کے بجائے اسے تین چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

بزم کشمیریؒ: امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔

بزم بخاریؒ: امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔

بزم شجاع آبادیؒ: خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ۔

بزم جالندھریؒ: مجاہد ملت مولانا محمد علی

جالندھریؒ۔

ان بزموں میں تقریری مقابلہ ہوا۔تقریری مقابلہ میں اول، دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ چنانچہ ۶/جنوری بروز جمعرات قبل از نماز ظہر تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ تھے، جبکہ انعامات تقسیم کرنے کے لئے راقم الحروف سے استدعا کی گئی۔درج ذیل طلبہ کو مذکورہ بالا حضرات کے ہاتھوں انعامات دلوائے گئے:بزم کشمیریؒ:اول:مولوی علاؤالدین چنیوٹی،دوم:محمد عبداللہ،سوم:محمد اسامہ سلیم۔

بزم بخاریؒ: اول: محمد عبداللہ، دوم: محمد آصف حسین اورسوم:محمد کاشف۔

بزم شجاع آبادیؒ:اول:محمد عاصم،دوم:محمد اویس اورسوم:محمد عزیر۔

بزم جالندھریؒ: اول: رحمت علی، دوم:محمد حذیفہ اورسوم:وحیداللہ،محمد ادریس۔

خطبہ جمعہ: ۷/جنوری کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد حسن وحسین اور مولانا توصیف احمد سلمہ نے مدنی مسجد سلانوالی میں دیا۔

مولانا خالد مسعود گیلانی مدظلہ میرے حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے برادر نسبتی ہیں۔ان کے والد گرامی حضرت مولانا سیّد فضل الرحمٰن شاہ احرار،مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانی تلمبہ، مولانا سیّد طفیل احمد شاہ گوجرہ لدھیانہ مشرقی پنجاب سے مہاجر تھے۔انہوں نے ۱۹۴۷ء میں ایک گوردوارہ میں جامعہ حسینیہ حنفیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔۱۹۴۹ء میں مولانا حکیم شریف الدین کرنالویؒ، کرنال سے آئے اور انہوں نے سلانوالی میں مطب قائم کیا تو مذکورہ بالا نے انہیں مطب سے اٹھا کر مدرسہ میں بٹھلا دیا۔ اس وقت جامعہ حسینیہ حنفیہ کا اہتمام حضرت پیر افضل حسینی مدظلہ نے سنبھالا ہوا ہے۔جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سلانوالی کے امیر اور امن کمیٹی تحصیل سلانوالی کے ذمہ دار اور بہادر شخصیت کے مالک ہیں۔جامعہ کے نظم کے ساتھ ساتھ تحصیل میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے داعی ہیں۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ احرار بہادر احراری خطیب تھے۔ چنیوٹ اور چناب نگر کی کانفرنسوں میں مستقل طور پر شرکت فرماتے اور بیان بھی ہوتا تھا۔مجلس احرارِاسلام کا پاکستان بننے سے پہلے امتیازی نشان کلہاڑی، خاکسار تحریک کا بیلچہ ہوتا تھا۔مولانا فضل الرحمٰن احرار جب کلہاڑی لہرا لہرا کر بیان فرماتے تو عجیب منظر ہوتا۔آپ کا ۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا سیّد اسداللہ طارق آسٹریلیا میں ہوتے ہیں۔دوسرے فرزند مولانا سیّد مسعود گیلانی نے جامعہ دارالعلوم ختم نبوت مرکز آل محمدؐ سلانوالی میں ادارہ قائم کیا اور جامع مسجد حسن وحسین بھی آپ کی مساعی جمیلہ سے قائم ہوئی، جہاں راقم نے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانیؒ تلمبہ میں ایک تبلیغی پروگرام میں شریک ہوئے۔تلمبہ خانیوال کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب بنا دیئے گئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے موقع پر شجاع آباد ہمارے مدرسہ عزیز العلوم میں تحصیل بھر کے علماء کرام کا اجلاس ہوا، جس میں مرشد العلماء سیّدی ومرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے الیکشن میں حصہ لینے کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ حضرتؒ نے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے انتخابی نشان کھجور پر حصہ لیا اور ہزاروں ووٹ لئے۔اس اجلاس میں مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانیؒ جو جمعیت صوبہ پنجاب کے جنرل سیکریٹری تھے تشریف لائے۔ ساری زندگی تلمبہ میں گزاری اور مرکزی جامع مسجد کے شمالی گیٹ کے ساتھ ان کی قبر مبارک زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

مولانا سیّد طفیل احمد شاہ نے بزرگوں کے مشورہ اور ہدایت پر گوجرہ کو مرکز بنایا۔مرکز آل محمد دارالعلوم ختم نبوت کی بنیاد حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ نے ۱۹۹۳ء میں رکھی۔ عجیب وغریب حضرات تھے۔حضرت مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانیؒ نے ہجرت کے بعد سلانوالی میں دکان بنائی۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران خواب دیکھا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’نیاز احمد شاہ! تجھے اس لئے عالم بنایا تھا؟‘‘ یہ ارشاد گرامی سننے کے بعد گرفتاری پیش کی، ہتھکڑی پہنائی گئی، آپ نے دونوں ہاتھوں کو جھٹک کر فرمایا:’’اللہ!‘‘ تو ہتھکڑی ٹوٹ گئی،دوبارہ پہنائی گئی اور آپ کے بلند آواز سے’’اللہ!‘‘ کہنے سے وہ بھی ٹوٹ گئی۔ جب آپ کے مرشد قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو یہ واقعہ سنایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہتھکڑی پرانی ہوگئی۔ یہ جملہ فرما کر شیخ نے اپنے مرید باصفا کو عُجب اور تکبر سے بچایا۔کافی دیر مولانا سیّد خالد مسعود گیلانی مدظلہ سے مجلس جاری رہی۔عصر کا وضو کر کے چناب نگر کا سفر کیا۔عصر اور مغرب چناب نگر میں ادا کی۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے ’’التصریح‘‘ کا سبق ۹/جنوری کی شام کو ہوا۔اگلے دن صبح ۱۱ بجے کے بعد فیصل آباد کا سفر کیا۔

خبروں پر ایک نظر

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں
تقریری مسابقہ

چناب نگر (مولانا توصیف احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرانتظام ملک بھر میں درجن سے زائد دینی مدارس تعلیمی وتربیتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان مدارس میں سرفہرست مدرسہ عربیہ ختم نبوت (مسلم کالونی، چناب نگر) ہے۔جہاں بحمدہ تعالیٰ حفظ وناظرہ، تجوید وقرأت، درس نظامی مکمل و تخصص فی الافتاء وعلوم ختم نبوت اور سالانہ ختم نبوت کورس کے ذریعہ تشنگان علوم نبوت کو سیراب کیا جاتا ہے۔وہاں الحمدللہ! مدرسہ ہذا میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ ذکرواذکار اور تلاوت قرآن کریم پر خصوصی توجہ دے کر تزکیہ نفس کیا جاتا ہے۔مدرسہ ہذا میں درس نظامی کے طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، اظہار مافی الضمیر پر ملکہ حاصل کرنے کے لئے تقریری بزم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔درس نظامی کے طلبہ چار بزموں میں تقسیم ہیں۔اکابرین و امرأ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ، امیر اول حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امیر شریعت، امیر دوم حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، امیر سوم حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے اسماء گرامی سے منسوب (۱) بزم کاشمیریؒ، (۲) بزم بخاریؒ، (۳) بزم شجاع آبادیؒ، (۴) بزم جالندھریؒ میں طلبہ کی ہر جمعرات کو تقریریں ہوتی ہیں۔ہر بزم کی نگرانی اساتذہ کرام کرتے ہیں۔ہر تیسرے ہفتہ طالب علم کو دوبارہ تقریر کا موقع ملتا ہے۔ ۷/جنوری ۲۰۲۲ء بروز جمعرات کو ہر بزم کی سطح پر طلبہ کے مابین تقریری مسابقہ کا پہلا راؤنڈ ہوا۔جس میں طلبہ نے "عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں، تحفظ ختم نبوت اور اکابرین امت کا کردار، ظہور مہدی علیہ الرضوان، رفع ونزول مسیح علیہ السلام" کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ بزم کاشمیریؒ سے محمد علاؤالدین (سادسہ) اول: محمد عبداللہ (سادسہ) دوم: اسامہ سلیم (ثالثہ) سوم، بزم بخاریؒ سے مولانا عبداللہ (درجہ تخصص) اول، محمد آصف حسین (دورۂ حدیث شریف) دوم، محمد کاشف (سابعہ) سوم پوزیشن، بزم شجاع آبادیؒ سے محمد عاصم (خامسہ) اول، محمد اویس (خامسہ) دوم، محمد عزیر (ثانیہ) سوم۔ جبکہ بزم جالندھریؒ سے رحمت علی (سادسہ) اول، محمد حذیفہ (ثانیہ) دوم، وحید اللہ (رابعہ)، محمد ادریس (سادسہ) دونوں نے سوم، سوم پوزیشن حاصل کی۔منصفین کے فرائض مدرسہ ہذا کے اساتذہ کرام نے انجام دیئے۔ بعدازاں جملہ بزم کے طلبہ کو مسجد میں جمع کیا گیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کا طلبہ سے بیان ہوا اور حضرت مدظلہ کے دست مبارک سے چار بزموں میں پوزیشن حاصل کرنے والے تیرہ طلبہ کو نقد رقم بطور انعام سے نوازا گیا۔فائنل مقابلہ: ۱۳/جنوری ۲۰۲۲ء بروز بدھ کو بعد عشا متصل مذکورہ بالا تیرہ طلبہ کا مقابلہ ہوا۔جس میں علاؤالدین اول، محمد عاصم عارفی دوم، محمد کاشف سوم، مولانا عبداللہ نے چہارم پوزیشن حاصل کی۔جبکہ احمد علی درجہ اولیٰ نے عربی میں تقریر کی۔منصفین کی ذمہ داری مولانا خالد عابد (مبلغ سرگودھا)، مولانا عبدالرشید (مبلغ فیصل آباد)، مولانا محبوب الحسن طاہر (بھلوال) نے خوب نبھائی۔ مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد خبیب شاہ (فیصل آباد)، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا خالد عابد نے طلبہ کو خطابت سے متعلق قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔ پوزیشن لینے والے طلبہ کو "خطبات حکیم العصر" سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیمتی کتب انعامات میں دی گئیں۔جناب پیر محمد صفدر صاحب کی دعا سے تقریری مسابقہ کا اختتام ہوا۔

ختم نبوت کوئز پروگرام، ضلع ملیر

ضلع ملیر (مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کراچی کے زیراہتمام ۱۵/جنوری ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے زہرہ ستارہ

مولانا محمد اسماعیل رنگوی جابہ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جابہ کی جامع مسجد ختم نبوت کے نگران مولانا محمد اسماعیل رنگوی کی والدہ محترمہ کا ۲/جنوری ۲۰۲۲ء اٹک میں انتقال ہوا۔مرحومہ کی نماز جنازہ اٹک میں ادا کرنے کے بعد میت کو آبائی علاقہ رنگہ وادی سون سیکسر خوشاب میں لایا گیا اور ان کی دوسری نماز جنازہ رنگہ میں ادا کی گئی۔مرحومہ کے خاوند حافظ محمد حیات عرصہ دراز تک جامع مسجد ختم نبوت رنگہ کے امام وخطیب رہے۔ان کا خاندان تحریک ختم نبوت سے وابستہ چلا آرہا ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مبلغین اور قارئین مولانا محمد اسماعیل رنگوی کے غم میں برابر کے شریک ہیں، نیز مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کے لئے دعا گو ہیں۔(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

میرج لان شاہ لطیف ٹاؤن میں عظیم الشان ختم نبوت کوئز پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔جس میں علاقہ شاہ لطیف ٹاؤن اور بھینس کالونی کے تقریباً ۳۰ اسکولوں کا انتخاب کیا گیا اور ہر اسکول میں جاکران کی انتظامیہ سے بات کرکے پروگرام کا خاکہ پیش کیا گیا اور ۱۰ردسمبر ۲۰۲۱ء سے اس کی تیاری کا مرحلہ شروع کیا گیا۔مجلس کی طرف سے ختم نبوت کوئز پروگرام سے متعلق جو کتابچہ ''شعورِ ختم نبوت'' مرتب شدہ ہے، وہ مہیا کیا اور ہر اسکول سے پانچ بچوں کا انتخاب کیا گیا اور ہر اسکول سے ان پانچ منتخب بچوں کے علاوہ بھی کئی بچے اور ان کے اساتذہ کرام نے پروگرام میں شرکت کی۔جن اسکولوں کے بچوں نے اس پروگرام میں حصہ لیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

الحبیب سیکنڈری اسکول شاہ لطیف ٹاؤن، علی گڑھ سیکنڈری اسکول، اینہ پبلک اسکول عبداللہ گوٹھ، نیو برائٹ ویژن اسکول، سنان پبلک اسکول، دی لیڈر سیکنڈری اسکول، سیّدی گرامر اسکول، ٹرووے اسکولنگ سسٹم، دی اچیوزر اسلامک اکیڈمی، مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت، دی ایجوکیریئر اسکول، ماریہ پبلک اسکول کیٹل کالونی نمبر۸، نیشنل گرامر اسکول کیٹل کالونی نمبر۵، دی ویژن اسکول کیٹل کالونی نمبر۶، حسن پبلک اسکول قاسم ٹاؤن، دی نیشنل پبلک اسکول کیٹل کالونی نمبر۶، الائیڈ اسکول کیٹل کالونی نمبر ۸، جناح ویژن اسکول کیٹل کالونی نمبر۵، الرحمانی اسکول کیٹل کالونی نمبر۷، مدرسہ عبداللہ ابن عباس کیٹل کالونی نمبر۵۔

ان اسکولوں کے طلبہ نے بھرپور حصہ لیا اور خوب محنت کے ساتھ مقابلہ کیا۔پروگرام کا آغاز ساڑھے نو بجے تلاوت کلام پاک محمد اخلد اسحاق اور نعت شریف محمد اسجد اسحاق سے ہوا۔ ہر بچے سے اولاً پانچ سوالات کئے گئے، جن میں سے بارہ طلبہ نے پورے پانچ سوالوں کے جوابات دے کر کامیابی حاصل کی ہر طالب علم کو ان کے صحیح جواب دینے پر بھی انعامات دیئے گئے، پھر ان بارہ طلبہ میں قرعہ اندازی ہوئی تو اس قرعہ اندازی قرعہ کی پرچی اٹھانے والی بچی انیسہ اسحاق نے جو پرچی اٹھائی اس میں نکلنے والا نام محمد سعد کا تھا جو کہ علی گڑھ سیکنڈری اسکول کا طالب علم تھا کوئز کا بمپر پرائز انعام سائیکل حاصل کی اور مہمانانِ گرامی کے ہاتھوں شیلڈ سے نوازا گیا۔ پروگرام کے مہمانانِ گرامی حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور فاسٹ نیشنل یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر حضرت مولانا مفتی شہزاد مدظلہ تھے۔مفتی شہزاد صاحب نے اپنے خطاب میں اسکول کے طلبہ کو عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے خوب محنت اور اس کاز سے ہمیشہ وابستہ رہنے کا درس دیا۔حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے ان تمام طلبہ کو مبارکباد دی اور اسکول انتظامیہ کو اس مشن سے محبت کرنے پر خراج عقیدت پیش کیا۔ سیرت ای کمپلیکس کے ہیڈ حاجی عثمان صاحب اور پرنسپل سر طالب نے اور شاہ لطیف ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر سر طاہر جمیل نے خصوصی طور پر شرکت کی اور پروگرام کو خوب سراہا۔ اس پروگرام کے روح رواں مولانا ضیاء الرحمٰن ناگوری نے دن رات ایک کرکے اس پروگرام کو چار چاند لگائے، پروگرام کے اختتام پر تمام شریک طلبہ اور حاضرین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔حضرت قاضی صاحب کی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس، سندھی ہوٹل

نیو کراچی (شاکراللہ خیسوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نارتھ کراچی کے زیر اہتمام دوسری سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ۱۶رجنوری ۲۰۲۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد مکہ، مشیر چوک سیکٹر F-5 سندھی ہوٹل نیو کراچی میں منعقد ہوئی۔علاقہ بھر سے علماء کرام، قرأ کرام اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں عاشقان رسول نے شرکت کی۔کانفرنس کا باقاعدہ آغاز قاری رمیز احمد مالکی کی تلاوت سے ہوا۔مولانا حافظ منیر احمد نے ہدیۂ نعت پیش کرکے شرکاء کے جذبات کو خوب گرمایا۔ بعدازاں مولانا احسن راجہ کا مفصل بیان ہوا۔ دوسری نشست بعد نماز عشاء ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مفتی آصف معاویہ نے نعت رسول پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔اس کے بعد پروگرام کے روح رواں عبدالبصیر کے فرزند ارجمند محمد بلال نے اکابر علماء کرام کے سامنے مختصر وقت میں پُراثر بیان کیا۔ آخر میں اس تقریب کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا ایمان پرور تفصیلی خطاب ہوا۔ نقابت کے فرائض مولانا شاکراللہ خیسوری نے ادا کئے جبکہ استاذ العلماء حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی نگرانی میں سیرت خاتم الانبیاء کمیٹی کے اراکین عبدالبصیر، سیّد نادر علی، سیّد ممتاز علی، نعیم انصاری، منور ملک، یوسف ملک، محمد اسد، شوکت ملک اور دیگر احباب نے پروگرام کی کامیابی کے لئے دلجمعی کے ساتھ کوشش کی، اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔اس تقریب میں حافظ سیّد عرفان علی شاہ مسؤل ضلع وسطی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، قاری عبداللطیف، مفتی فیض اللہ فیضی، قاری محمد داؤد، قاری محمد زبیر، مولانا محمد طلحہ، مولانا عمران زاہد، قاری محمد بھی موجود تھے۔

29واں
سالانہ
ختمِ نبوۃ کورس
نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
2022
5 مارچ
تا
27 مارچ 2022
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام
زیر سرپرستی
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
ولیٔ کامل
نقشبندی مجددی
صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
مدرسہ عربیہ ختم نبوۃ
مسلم کالونی
چناب نگر
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ سادسہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے
شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
درخواستوں کیلئے پتہ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670